ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ (کفایت اللہ سنابلی کے التمہید کی روایت پر اعتراضات کے جواب)

امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یحییٰ الحمانی (المتوفی ۲۰۲ ہجری) کی نظر میں

ALIJMA
FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات ! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔

اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے۔ حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں،

تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ **حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں، اور تم زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔**

محدث ابو المآثر حبیب الرحمٰن اعظمی علیہ الرحمہ

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر ،اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔

ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے ،ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔(کفایت اللہ سنابلی کو جواب)

(التمہید کی روایت پر اعتراضات کے جوابات)

-ادارہ الاجماع

امام ابو بکر الاثرمؒ (م ۲۷۳؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا أبو الوليد الطيالسی قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدي عن عقبة بن صہبان سمع علياً يقول فی قول الله عزوجل فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ قال وضع اليمنىٰ على اليسرىٰ تحت السرة ۔

صحابی رسول علیؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول **﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾** کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس سے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا مراد ہے۔**(التمہید لابن عبد البر: جلد ۲۰، صفحہ ۷۸، طبعہ مغرب)**

اس سند کے روات کی تحقیق یہ ہے:

(۱) امام ابو بکر الاثرمؒ (م ۲۷۳؁ھ) ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔**(تقریب: رقم ۱۰۳)**

(۲) حافظ الحدیث امام ابو الولید الطیالسیؒ (م ۲۲۷؁ھ) صحیحین کے راوی ہیں اور ثقہ مضبوط ہیں۔**(تقریب: رقم ۷۳۰۱)**

(۳) امام حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷؁ھ) مسلم کے راوی ہیں اور ثقہ عابد ہیں۔**(تقریب: رقم ۱۴۹۹، صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۴۴۰)**

(۴) عاصم الجحدریؒ (م ۱۲۹؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔**(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۵: صفحہ ۴۱۲)**

(۵) عقبہ بن صہبانؒ (م ۷۰؁ھ) صحیح بخاری کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔**(تقریب: رقم ۴۶۴۰)**

(۶) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول اور خلفاء راشدین میں سے ہیں۔**(تقریب)**

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

لیکن چونکہ یہ روایت غیر مقلدین کے مسلک کے خلاف تھی، اس لئے ان کے مسلک کے کفایت اللہ سنابلی صاحب نے چن اعتراضات کئے ہیں، جن کے جوابات ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ۱:

کفایت اللہ صاحب اس روایت میں 'السرۃ' (ناف) کے لفظ کو تحریف قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہید کے اس نسخہ میں 'السرۃ' (ناف) کے الفاظ کتاب کے محقق نے اپنی طرف سے بنادیا ہے، اور اصل قلمی نسخہ جس سے نقل کر کے یہ کتاب چھاپی گئی ہے، اس میں اس روایت کے آخر میں 'السرۃ' (ناف) کا لفظ ہر گز نہیں ہے، بلکہ 'الثندوۃ' (چھاتی) کا لفظ ہے، اور پھر آگے موصوف نے دلیل نمبر ۱ کے تحت تفصیل بیان کی ہے۔ **(انوار البدر: صفحہ ۲۹۶)**

الجواب:

اولاً: عرض ہے کہ موصوف کفایت صاحب نے التمہید کے مغرب (مراکش) کے مطبوعہ نسخہ کا ہی حوالہ صرف اس لئے دیا، کیونکہ اس نسخہ کے محقق نے یہ ذکر کیا کہ التمہید کے استنبول کے مخطوطہ میں 'الثندوۃ' موجود ہے، اور یہ بات کو لے کر موصوف کفایت اللہ صاحب نے اس روایت پر اعتراض کر دیا۔

حالانکہ التمہید لابن عبد البر کئی محققین کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے، لیکن کسی میں بھی **'الثندوۃ'** کا لفظ موجود نہیں ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، مگر کفایت صاحب نے ان میں سے کسی کو بھی ذکر نہیں کیا، صرف اس لئے کہ اس سے موصوف کا اعتراض بے وزن اور مشکوک ہو جاتا۔

اس کے برخلاف مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کے سلسلہ میں موصوف نے مصنَّف کے تمام مطبوعہ نسخوں کا ذکر کیا، کیونکہ وہ تمام نسخے موصوف کو اپنے دعوے کے مطابق نظر آئے۔

جب بات اپنی تائید میں تھی، تو تمام نسخوں کا ذکر کیا اور جب بات اپنے خلاف تھی، تو صرف مطلب کا نسخہ ذکر کیا۔ (سبحان اللہ)

دوم کفایت صاحب کا یہ کہنا کہ '**اصل قلمی نسخہ جس سے نقل کرکے یہ کتاب چھاپی گئی ہے، اس میں اس روایت کے آخر میں 'السرۃ' (ناف) کا لفظ ہرگز نہیں ہے**' خود ان کے اصول سے باطل ومردود ہے۔

کیونکہ جب کفایت صاحب سے کہا گیا کہ آپ نے یزید بن **خصیفه**ؒ کے بارے میں امام احمدؒ کا منکر الحدیث والا قول، سوالات آجری لابن ابی داؤد کے حوالہ سے نقل کیا ہے، جبکہ وہ قول نہ سوالات آجری کے مطبوعہ نسخہ میں ہے اور نہ ہی مخطوطہ میں، تو موصوف نے جواب میں کہا کہ: مضمون نگار پر کہاں سے وحی آئی ہے کہ مخطوطہ میں بھی یہ قول موجود نہیں ہے، کیا مضمون نگار نے سوالاتِ آجری کا مکمل مخطوطہ دیکھ لیا ہے؟ یا ایسے ہی ہوائی قیاس آرائی فرمائی ہے؟ گزارش ہے کہ کم از کم 'الاجماع' نامی مجلہ میں اس طرح کی قیاس آرائیوں کا مظاہرہ نہ کیا کریں۔ **(مسنون رکعاتِ تراویح شبہات کا ازالہ: صفحہ ۱۹۲)**

بس کفایت صاحب، آپ اپنے الفاظ میں جواب سن لیجئے کہ:

آپ پر کہاں سے وحی آئی ہے کہ او قاف[1] یا کسی اور التمہید کے مخطوطہ میں بھی **'السرۃ'** کا لفظ موجود نہیں ہے، کیا آپنے التمہید کے مکمل مخطوطے دیکھ لئے ہیں؟ یا ایسے ہی ہوائی قیاس آرائی فرمائی ہے؟ گزارش ہے 'فضیلۃ الشیخ' اور' استادِ حدیث' سے کہ اس طرح کی قیاس آرائیوں کا مظاہرہ نہ کیا کریں۔

سوم کفایت صاحب کا 'السرۃ' (ناف) کو تحریف شدہ لفظ قرار دینا، بالکل باطل ومردود ہے، کیونکہ التمہید کے مخطوطہ میں یہ لفظ موجود ہے اور التمہید کے تقریباً تمام مطبوعہ نسخوں میں بھی 'السرۃ' (ناف) کے الفاظ موجود ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اعتراض نمبر ۲:

کفایت صاحب نے مغرب کے مطبوعہ نسخہ کے محقق سے نقل کیا ہے کہ:

اگر (ا) پہلے نسخہ میں ایک لفظ موجود ہوگا اور دوسرے میں ناقص ہوگا، تو ہم اسے بطور مثال یوں لکھیں گے:

وسلم: ا-ب اس کا مطلب ہوگا کہ لفظ "وسلم" نسخہ (ا) میں موجود ہے اور نسخہ (ب) میں ناقص ہے۔

---

[1] اس پر تفصیل آگے آرہی ہے۔

اور پھر موصوف کہتے ہیں کہ التمہید کے محقق نے حاشیہ میں خود اس کا اعتراف کیا ہے کہ اس روایت کے آخر میں 'السرۃ' (ناف) کا لفظ اسی نے بنایا ہے اور اصل قلمی نسخہ میں یہاں پر 'السرۃ' (ناف) کا لفظ نہیں بلکہ اس کی جگہ 'الثندوۃ' کا لفظ ہے۔

چنانچہ، جس صفحہ پر یہ روایت موجود ہے، اسی پر حاشیہ میں محقق لکھتا ہے کہ: 'الثندوۃ': نسخہ استنبول میں ایسا ہے اور نسخہ او قاف میں ناقص ہے اور شاید صحیح وہی جو میں بنایا ہے جیسا کہ اس طرح کی روایت ہے۔**(انوار البدر: صفحہ ۲۹۷-۲۹۹)**

الجواب:

اولاً جس نسخہ استنبول میں بقول کفایت صاحب کے 'الثندوۃ' کا لفظ آیا ہے، اس نسخہ کی حالت خود محقق کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

انمحت بعض معالم حروفه، وفی بعض الأجزاء لا یکاد یقرأ، وھي أصح النسخ، قلیلة التصحیف والتحریف۔

اس مخطوطہ میں حروف کے بعض نشانات مٹ گئے ہیں اور بعض اجزاء میں یہ پورے طور پر پڑھے جانے کے قابل بھی نہیں، اور یہ (لکھت کے اعتبار سے) سب سے صحیح نسخہ ہے، اس میں تصحیف اور تحریف کم ہے۔**(التمہید: جلد ۴: مقدمہ صفحہ 'د')**

یعنی محقق نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ:

- حروف کے نشانات کے مٹنے،
- پڑھنے کے قابل نہ ہونے کے ساتھ ساتھ،
- اسی استنبول کے نسخہ میں کچھ تحریف اور تصحیف بھی واقع ہوئی ہے، جس کو کفایت اللہ صاحب نے چھپالیا اور صرف اپنے مطلب کی عبارت نقل کی ہے۔**(انوار البدر: صفحہ ۳۰۰)**

الغرض اس سے استنبول کے نسخہ کی حیثیت معلوم ہو جاتی ہے، جس میں 'الثندوۃ' نہیں، بلکہ 'التندوۃ' (دو نقطوں والی تاء کے ساتھ) موجود ہے۔

مگر موصوف اسے، حافظ خطیب البغدادیؒ کی روایت کے سہارے الثندوۃ کہتے ہیں، جبکہ یہ سہارا کئی وجوہات سے باطل و مردود ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

دوم　　محقق کے واضح کیا کہ استنبول کے نسخہ میں **"التندوۃ"** (دو نقطوں والی تاء کے ساتھ) ہے اور او قاف کے نسخہ میں یہ عبارت ناقص ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ او قاف کے نسخہ میں "التندوۃ" نہیں ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ او قاف کے نسخہ میں "السرۃ" موجود نہ ہو۔

کیونکہ یہ بات محال ہے کہ ایک لفظ مخطوطات میں نہ ہو، مگر ایک محقق اس کو اپنی طرف سے بڑھادے، لہذا ہمارے نزدیک التمہید کے محقق، شیخ سعید احمد اعراب صاحب کو او قاف کے نسخہ سے کچھ نہ کچھ اشارہ ضرور ملا ہو گا کہ یہاں پر "السرۃ" ہونا چاہیے نہ کہ 'التندوۃ'۔

نیز، دیگر محققین نے بھی اپنی اپنی التمہید کی تحقیق میں 'السرۃ' ہی لکھا ہے، نہ کہ 'الثندوۃ' جس کی تفصیل آرہی ہے، التمہید کے ایک معتبر مخطوطہ میں 'السرۃ' صاف طور سے لکھا ہے۔

لہذا شیخ سعید اعراب کے نسخہ میں السرۃ ان کا اپنا لفظ نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ مخطوطہ میں موجود ہے۔

اور پھر یہ بات پہلے گزر چکی کہ کیا کفایت صاحب نے او قاف کے مخطوطہ کو دیکھ لیا، جو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس روایت میں 'السرۃ' محقق کا اپنا لفظ ہے۔

التمہید کے مطبوعہ، مرتَّب نسخے، اور مخطوطے ملاحظہ فرمائیے، جس میں السرۃ موجود ہے۔

پہلا نسخہ:

کتاب:　التمہید لابن عبد البر۔ (جلد ۸: صفحہ ۱۶۸)

محقق: عبد القادر عطا غیر مقلد۔

طبعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

اسکین:

عبد الكريم بن أبى المخارق ١٦٤

قال: وحدثنا عبد الأعلى، عن المستمر بن الريان، عن أبى الجوزاء، أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلى.

قال: وحدثنا وكيع، قال: حدثنا يزيد بن زياد بن أبى الجعد، عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن ظهير، عن على «فى قوله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الكوثر ٢] قال: وضع اليمين على الشمال فى الصلاة»(١).

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن صهبان، عن على مثله سواء.

ذكر الأثرم قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسى، قال: حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن صبهان، سمع عليا يقول فى قول الله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد، قال: حدثنا أبو رجاء الكفى، قال: حدثنى عمرو بن مالك، عن أبى الجوزاء، عن عبد الله بن عباس: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمنى على الشمال فى الصلاة.

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء، عن ابن عباس، أنه قال: إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال، وتعجيل الفطر، والاستيناء بالسحور.

وأكثر أحاديث هذا الباب فى وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة - أعنى الأحاديث عن التابعين فى ذلك، وقد قدمنا فى أول هذا الباب آثارا صحاحا مرفوعة - والحمد لله.

أخبرنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا محمد بن بكر، قال: حدثنا أبو داود، قال: حدثنا مسدد، قال: حدثنا عبد الواحد، عن عبد الرحمن بن إسحاق الكوفى، عن سيار أبى الحكم عن أبى وائل، عن أبى هريرة «قال: أخذ الأكف على الأكف فى الصلاة تحت السرة».

(١) أخرجه الطبرى بمسنده عن على ٣٢٥/١ فى تفسير سورة الكوثر.

دوسرا نسخہ:

یہی شیخ عبد القادر عطا کا نسخہ، مکہ مکرمہ کے سلفی شیخ نے بھی چھاپا ہے۔

کتاب: التمہید لابن عبد البر، **(جلد ۸: صفحہ ۱۶۴)**

محقق: عبد القادر عطا غیر مقلد۔

طبعہ: مکہ المکرمہ۔

اسکین:

قال: وحدثنا عبد الأعلى، عن المستمر بن الريان، عن أبى الجوزاء، أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلى.

قال: وحدثنا وكيع، قال: حدثنا يزيد بن زياد بن أبى الجعد، عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن ظهير، عن على «فى قوله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الكوثر ٢] قال: وضع اليمين على الشمال فى الصلاة»[1].

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن صهبان، عن على مثله سواء.

ذكر الأثرم قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسى، قال: حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدرى، عن عقبة بن صبهان، سمع عليا يقول فى قول الله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد، قال: حدثنا أبو رجاء الكفى، قال: حدثنى عمرو بن مالك، عن أبى الجوزاء، عن عبد الله بن عباس: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمنى على الشمال فى الصلاة.

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء، عن ابن عباس، أنه قال: إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال، وتعجيل الفطر، والاستيناء بالسحور.

وأكثر أحاديث هذا الباب فى وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة - أعنى الأحاديث عن التابعين فى ذلك، وقد قدمنا فى أول هذا الباب آثارا صحاحا مرفوعة - والحمد لله.

أخبرنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا محمد بن بكر، قال: حدثنا أبو داود، قال: حدثنا مسدد، قال: حدثنا عبد الواحد، عن عبد الرحمن بن إسحاق الكوفى، عن سيار أبى الحكم عن أبى وائل، عن أبى هريرة «قال: أخذ الأكف على الأكف فى الصلاة تحت السرة».

---

(١) أخرجه الطبرى بمسنده عن على ٣٢٥/١ فى تفسير سورة الكوثر.

تیسرا نسخہ:

کتاب: التمہید لابن عبد البر (**جلد۸: صفحہ ۴۷۷**)

محقق: عبد القادر عطا غیر مقلد۔

طبعہ: دار الفکر، بیروت۔

اسکین:

قال: وحدثنا أبو معوية عن عبد الرحمٰن بن إسحٰق عن زياد بن زيد، عن السوائي عن أبي جحيفة عن علي قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

قال: وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان عن أبي الجوزاء أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي.

قال: وحدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد بن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾ [٢/١٠٨] قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء.

ذكر الأثرم قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسي قال: حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان سمع عليًا يقول في قول الله عز وجل: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد قال: حدثنا أبو رجاء الكلبي قال: حدثني عمرو بن مُلك عن أبي الجوزاء عن عبد الله بن عباس: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع اليمنى على الشمال في الصلاة.

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس أنه قال إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور.

وأكثر أحاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة - أعني الأحاديث عن التابعين في ذلك، وقد قدمنا في أول هذا الباب آثارًا صحاحًا مرفوعة والحمد لله.

أخبرنا عبد الله بن محمد قال: حدثنا محمد بن بكر قال: حدثنا أبو داود قال: حدثنا مسدد قال: حدثنا عبد الواحد عن عبد الرحمٰن بن إسحٰق الكوفي، عن سيار أبي الحكم عن أبي وائل عن أبي هريرة قال: أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة.

چوتھا نسخہ:

کتاب: التمہید لابن عبد البر، **(جلد ۵: صفحہ ۶۱ - ۶۲)**

محقق: اسامہ بن ابراہیم۔

طبعہ: الفاروق الحدیثہ، القاہرۃ۔

اسکین:

التمهيد
لما في الموطأ من المعاني والأسانيد
مرتباً على الأبواب الفقهية للموطأ

تأليف
الإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله
ابن محمد بن عبد البر النمري الأندلسي
٣٦٨ - ٤٦٣ هـ

الطبعة الوحيدة الكاملة والمرتبة والمحققة على عدة نسخ خطية

تحقيق
أسامة بن إبراهيم

المجلد الخامس

الناشر
الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

ذكر أبو بكر بن أبي شيبة عن يحيى بن سعيد القطان عن ثور بن يزيد، عن خالد ابن معدان، عن أبي زياد مولى آل دراج، قال: ما رأيت فنسيت، فإني لم أنس أن أبا بكر - رضي الله عنه - كان إذا قام إلى الصلاة قال هكذا، ووضع اليمنى على اليسرى.

قال: وحدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد [الجريري][1] أبو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن أبيه، قال: كان علي إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه، فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

قال: وحدثنا أبو معاوية، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن [زياد بن زيد، السوائي][2] عن أبي جحيفة عن علي، قال: «من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر».

قال: وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان، عن أبي الجوزاء، أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي.

قال: وحدثنا وكيع، قال حدثنا يزيد بن زياد بن أبي الجعد، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن ظهير، عن علي في قوله عز وجل: ﴿**فصل لربك وانحر**﴾ قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

ورواه حماد بن سلمة عن عصام الجحدري، عن عقبة بن صهبان، عن علي مثله سواء.

ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال حدثنا حماد بن سلمة، عن

---

(١) كذا في: (حـ)، (د)، (هـ) ووقع في المطبوع: [العبدي] قلت: وقد ذكره البخاري في تاريخه وابن أبي حاتم في الجرح فجعلاه الجريري إلا أنه قد ذكره المزي وابن حجر فسمياه العبدي ولم يذكرا الجريري.

(٢) كذا في: (حـ)، (د)، (هـ) ووقع في المطبوع: [زياد بن زيد عن السوائي] وهو خطأ والصواب ما أثبتناه فزياد السوائي هو الذي يروي عن أبي جحيفة وهو: مجهول كما قال أبو حاتم.

عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، سمع عليًا يقول في قول الله عز وجل: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد، قال حدثنا أبو رجاء [الكلبي][1]، قال حدثني عمرو بن مالك، عن أبي الجوزاء، عن عبد الله بن عباس: «﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع [اليمين][2] على الشمال في الصلاة».

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء، عن ابن عباس، أنه قال: إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال، وتعجيل الفطر، والاستيناء بالسحور.

وأكثر أحاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة - أعني الأحاديث عن التابعين في ذلك، وقد قدمنا في أول هذا الباب آثارًا صحاحًا مرفوعة - والحمد لله.

أخبرنا عبد الله بن محمد، قال حدثنا محمد بن بكر، قال حدثنا أبو داود، قال حدثنا مسدد، قال حدثنا عبد الواحد، عن عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي، عن سيار أبي الحكم، عن أبي وائل، عن أبي هريرة، قال: «أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة».

قال أبو داود: سمعت أحمد بن حنبل يضعف عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي وقال: هو يروي عن أبي هريرة، وعن علي - في أخذ اليسرى باليمنى في الصلاة تحت السرة.

قال أبو عمر: روي عن مجاهد أنه قال: إن كان وضع اليمين على الشمال، فعلى كفه أو على الرسغ عند الصدر، وكان يكره ذلك، ولا وجه لكراهية من كره ذلك؛ لأن الأشياء أصلها الإباحة، ولم ينه الله عن ذلك ولا رسوله، فلا معنى لمن كرهه؛ هذا لو لم يرو إباحته عن النبي ﷺ، فكيف وقد ثبت عنه ماذكرنا .

(١) كذا في : (د) ، (هـ) ووقع في المطبوع : [الكفي] .
(٢) كذا في : (د) ، (هـ) ووقع في المطبوع : [اليمنى] .

پانچواں نسخہ:

کتاب: التمہید لابن عبد البر (جلد ۷: صفحہ ۲۴۷)

محقق: عبد الرزاق المہدی۔

طبعہ: دار الاحیاء التراث العربی، بیروت۔

اسکین:
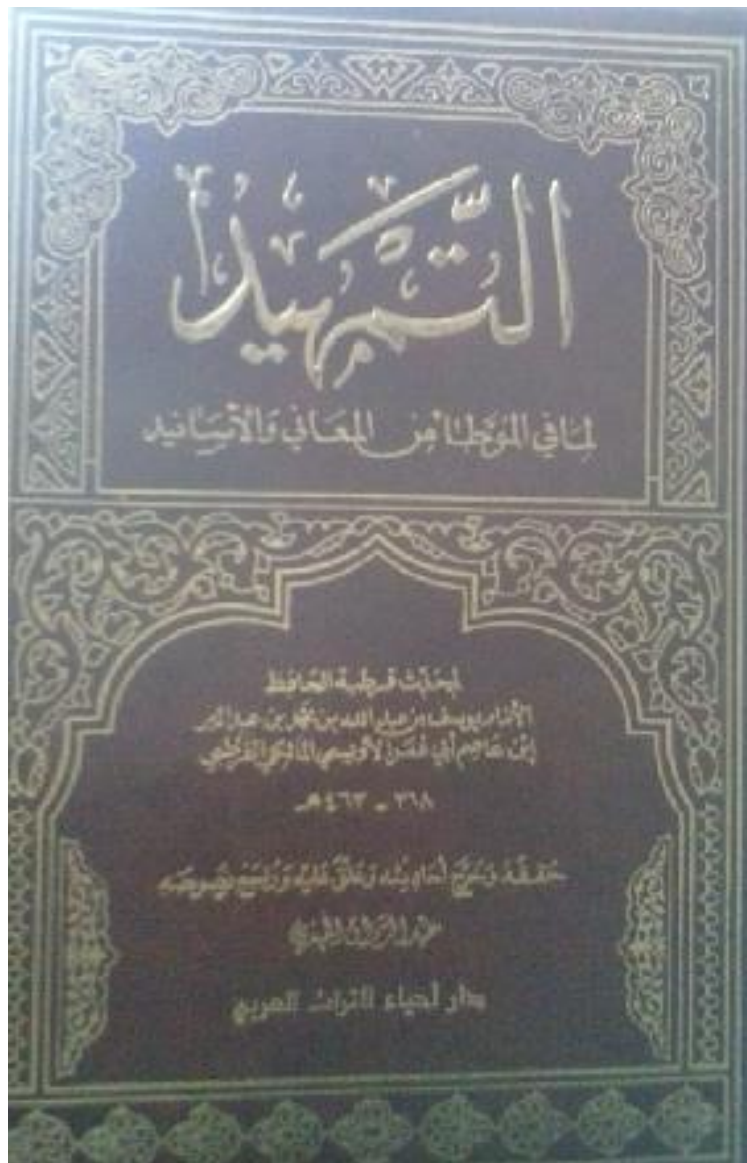
چھٹا نسخہ:

شیخ محمد بن عبد الرحمن المغراوی نے التمہید کو فقہی ترتیب اور احادیث کی تخریج کے ساتھ شائع کیا، اور اس میں بھی انہوں نے السرۃ ہی کا ذکر کیا ہے۔ **(جلد ۴: صفحہ ۵۶۸)**

کتاب: فتح البر فی الترتیب الفقہی لتمہید ابن عبد البر۔

محقق: شیخ محمد بن عبد الرحمن المغراوی۔

طبعہ: مجموعہ التحف النفائس الدولیۃ۔

اسکین:

فتح البر

في الترتيب الفقهي

لتمهيد ابن عبد البر

ومعه

فتح المجيد

في اختصار تخريج أحاديث التمهيد

رتبه واختصر تخريجه

الشيخ محمد بن عبد الرحمن المغراوي

الجزء الرابع

كتاب: المواقيت - الأذان - المساجد - القبلة

سترة المصلي - صفات المصلي

مجموعة التحف النفائس الدولية

للنشر والتوزيع

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، عن علي مثله سواء.

ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، سمع عليا يقول في قول الله عز وجل: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾ [الكوثر: (٢)]. قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة(١).

قال: وحدثنا العباس بن الوليد، قال حدثنا أبو رجاء الكفي، قال حدثني عمرو بن مالك، عن أبي الجوزاء، عن عبد الله بن عباس: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾ [الكوثر: (٢)]. قال: وضع اليمنى على الشمال في الصلاة(٢).

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء، عن ابن عباس، أنه قال: إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال، وتعجيل الفطر، والاستيناء بالسحور(٣).

---

(١) انظر تخريجه في الحديث الذي قبله.

(٢) هق: (٢/ ٣١) ورواه ابن أبي حاتم وابن شاهين في السنة وابن مردويه كما في الدر المنثور (٨/ ٦٥٠-٦٥١).

(٣) رواه من حديث ابن عباس مرفوعا: أبو داود الطيالسي (ص:٣٤٦)، قط: (١/ ٢٨٤)، وهق: (٤/ ٢٣٨) وقال: هذا حديث يعرف بطلحة بن عمرو المكي وهو ضعيف. ورواه: حب: (الإحسان (٥/ ٦٧/ ١٧٧٠)، و طب: في الكبير (١١/ ٧/ ١٠٨٥١)، (١١/ ١٩٩/ ١١٤٨٥) من طريقين آخرين وصحح إسناده الزرقاني في شرح الموطأ (١/ ٣٢١) وقال الهيثمي في المجمع (٢/ ١٠٥): رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح وقال في موضع آخر (٣/ ١٥٨): رواه الطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحيح وله شواهد من حديث يعلى بن مرة وأبي الدرداء وابن عمر. انظر المجمع (٢/ ١٠٥)، (٣/ ١٥٨)، ومن حديث أبي هريرة وعائشة كما سيأتي في آخر هذا الباب.

ساتواں:

کتاب: التمہید لابن عبد البر (جلد ۷: صفحہ ۲۴۷)

محقق: شیخ محمد بن ریاض الاحمد۔

طبعہ: العصریہ، بیروت۔

اسکین:

التمهيد

لما في الموطأ من المعاني والأسانيد

تصنيف

الإمام ابن عبد البر النمري الأندلسي

ضبط نصه وعلق عليه

محمد بن رياض الأحمد

الجزء السابع

قال: وحدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمٰن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن علي قال: من سنّة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

قال: وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان عن ابن الجوزاء أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي.

قال: وحدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد بن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢﴾ [الكوثر: ٢] قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء.

ذكر الأثرم قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسي قال: حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان سمع عليًا يقول في قول الله عز وجل: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد قال: حدثنا أبو رجاء الكفي قال: حدثنا عمرو بن مالك عن أبي الجوزاء عن عبد الله بن عباس: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢﴾ قال: وضع اليمنى على الشمال في الصلاة.

وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس أنه قال إن من سنن المرسلين وضع اليمنى على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور.

وأكثر أحاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة ـ أعني الأحاديث عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في أول هذا الباب آثارًا صحاحًا مرفوعة ـ والحمد لله.

أخبرنا عبد الله بن محمد قال: حدثنا محمد بن بكر قال: حدثنا أبو داود قال: حدثنا مسدد قال: حدثنا عبد الواحد عن عبد الرحمٰن بن إسحاق الكوفي، عن سيار أبي الحكم عن أبي وائل عن أبي هريرة قال: أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة.

قال أبو داود: سمعت أحمد بن حنبل يضعف عبد الرحمٰن بن إسحاق الكوفي وقال: هو يروي عن أبي هريرة وعن علي ـ في أخذ اليسرى باليمنى في الصلاة تحت السرة.

قال أبو عمر: روي عن مجاهد أنه قال: إن كان وضع اليمين على الشمال فعلى كفه أو على الرسغ عند الصدر وكان يكره ذلك، ولا وجه لكراهية من كره

آٹھواں نسخہ:

مشہور سلفی شیخ الشیوخ، عطیہ محمد سالمؒ نے التمہید لابن عبد البر کی فقہی ترتیب دی ہے، اور اس میں موصوف نے 'السرۃ' ہی لکھا ہے۔

کتاب: ھدایۃ المستفید من کتاب التمہید (جلد ۴: صفحہ ۱۰۴)

محقق: سلفی شیخ عطیہ محمد سالم۔

طبعہ: مکتبہ الاوس، المدینہ۔

اسکین:

هِدَايَةُ المُسْتَفِيدِ
مِنْ كِتَابِ التَّمْهِيدِ

ترتيب
عطية محمد سالم

المجلد الرابع

مكتبة الأوس
للنشر والتوزيع

وضع يمينه على رسغه، فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

قال: وحدثنا أبو معاوية، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن زياد بن زيد، عن السوائي عن أبي جحيفة عن علي، قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

قال: وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان، عن أبي الجوزاء، أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي.

قال: وحدثنا وكيع، قال حدثنا يزيد بن زياد بن أبي الجعد، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن ظهير، عن علي في قوله عز وجل: ﴿**فصل لربك وانحر**﴾ قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، عن علي مثله سواء.

ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، سمع عليا يقول في قول الله عز وجل: ﴿**فصل لربك وانحر**﴾قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة.

قال: وحدثنا العباس بن الوليد، قال: حدثنا أبو رجاء الكفي، قال: حدثني عمرو بن مالك، عن أبي الجوزاء، عن عبد الله بن عباس: ﴿**فصل لربك وانحر**﴾ قال: وضع اليمنى على الشمال في الصلاة.

وروي طلحة بن عمرو عن عطاء، عن ابن عباس، أنه قال: إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال، وتعجيل الفطر، والاستيناء بالسحور.

١٠٤

نواں نسخہ:

کتاب: التمھید لابن عبد البر (جلد ۲۴، حدیث نمبر: ۲۸۰۷۴)

محقق: عبد المطیع قلعجی۔

طبعہ: دار الوعي۔

اسکین:

٢٨٠٦٩- قَالَ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ شَدَّادٍ الجَرِيرِيُّ، أَبو طَالُوتَ، عَنْ غَزْوَانَ بْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى رُسْغِهِ، فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَرْكَعَ مَتَى مَا رَكَعَ إِلَّا أَنْ يُصْلِحَ ثَوْبَهُ أَوْ يَحُكَّ جَسَدَهُ[١].

من سنّة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي

٢٨٠٧٠- قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ السُّوَائِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الأَيْدِي عَلَى الأَيْدِي تَحْتَ السُّرَرِ[٢].

٢٨٠٧١- قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي الجَوْزَاءِ، أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ أَصْحَابَهُ أَنْ يَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَهُوَ يُصَلِّي[٣].

٢٨٠٧٢- قَالَ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ، عَنْ عَاصِمٍ الجَحْدَرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ ظَهِيرٍ، عَنْ عَلِيٍّ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الكوثر: ٢]، قَالَ: وَضْعُ اليَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ[٤].

٢٨٠٧٣- [وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الجَحْدَرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ، عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَهُ سَوَاءً.

٢٨٠٧٤- ذَكَرَ الأَثْرَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الجَحْدَرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ، سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ

---

[١] الموضع السابق.
[٢] مصنف ابن أبي شيبة (١: ٣٩١).
[٣] مصنف ابن أبي شيبة (١: ٣٩١).
[٤] مصنف ابن أبي شيبة، الموضع السابق، وقد تقدم.

فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾، قَالَ: وَضْعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ][1].

٢٨٠٧٥- قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الكلبي، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾، قَالَ: وَضْعُ الْيُمْنَى عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ.

٢٨٠٧٦- وَرَوَى طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ، وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ، وَالاسْتِينَاءُ بِالسَّحُورِ.

٢٨٠٧٧- وَأَكْثَرُ أَحَادِيثِ هَذَا الْبَابِ فِي وَضْعِ الْيَدِ على الْيَدِ لَيِّنَةٌ لَا تَقُومُ بِهَا حُجَّةٌ أَعْنِي الأَحَادِيثَ عَنِ التَّابِعِينَ فِي ذَلِكَ، وَقَدْ قَدَّمْنَا فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ آثَاراً صِحَاحاً مَرْفُوعَةً، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ.

٢٨٠٧٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخْذُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ[2].

٢٨٠٧٩- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عبدَ الرَّحْمَنِ بْنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ، وَقَالَ: هُوَ يَرْوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ عَلِيٍّ فِي أَخْذِ الْيُسْرَى بِالْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ[3].

---

[1] ما بين الحاصرتين سقط في (ت).

[2] أخرجه أبو داود في الصلاة (٧٥٨) باب "وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة".

[3] الموضع السابق عقيب الحديث (٧٥٨).

التمہید لابن عبد البر کا مخطوطہ (نسخہ شیخ محمد علی الموصلی، عراق)

اسکین:

يديه على يمينه فانتزعهما على نحو ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه صنعه
بابن مسعود . وقد روي عن سعيد بن جبير ما يصحح هذا التاويل لانه ثبت عنه انه كان
يضع اليمنى على اليسرى في صلاته فوق السرة فهذا ما روي عن بعض التابعين في
هذا الباب وليس بخلاف لانه لا يثبت عن واحد منهم كراهية ولو ثبت ذلك
ما كانت فيه حجة لان الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها ولا سيما
سنة لم يثبت عن احد من الصحابة خلافها . ذكر ابو بكر بن ابي شيبة عن يحيى بن
سعيد القطان عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن ابي زياد مولى ال دراج
قال ما رايت فنسيت فاني لم انس ان ابا بكر رضي الله عنه كان اذا قام في
الصلاة قال هكذا ووضع اليمنى على اليسرى . قال وحدثنا وكيع قال حدثنا
عبد السلام بن شداد الجريري ابو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن ابيه قال
كان علي اذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع
الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده . قال وحدثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن
ابن اسحق عن زياد بن زيد السوائي عن ابي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع
الايدي على الايدي تحت السرر . قال وحدثنا عبد الاعلى عن المستمر بن الريان
عن ابي الجوزاء انه كان يامر اصحابه ان يضع احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي .
قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد بن ابي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن ظبيان عن علي في قوله تعالى فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة
ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهيان عن علي مثله سواء .
ذكر الاثرم قال حدثنا ابو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن ظهيان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى على
اليسرى تحت السرة . قال وحدثنا العباس بن الوليد قال حدثنا ابو رجاء
الكلبي قال حدثني عمرو بن مالك عن ابي الجوزاء عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة . وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس انه قال
ان من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور والاثر
احاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة اعني الاحاديث
عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في اول هذا الباب اثارا صحاحا مرفوعة والحمد لله
اخبرنا عبد الله بن محمد قال حدثنا محمد بن بكر قال حدثنا ابو داود قال حدثنا مسدد

شیخ محمد علی الموصلی کے نسخہ کی خاصیت :

زبیر علی زئی صاحب، حافظ ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ابن الصلاح نے کہا: ہر ۲ حدیثوں کے درمیان گول دائرہ ہونا چاہیے،

یہ بات ہمیں ابوزناد، احمد بن حنبل، ابراہیم الحربی اور ابن جریر الطبری سے پہنچی ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: میں نے یہ بات (گول دائرہ والی) امام احمد بن حنبلؒ کے خط میں دیکھی ہے، خطیب بغدادی نے کہا: دائرہ کو خالی چھوڑ دینا چاہیے، پھر جب اس کی مراجعت کرے، تو اس میں نقطہ لگا دے۔

اس اصول سے استدلال کرتے ہوئے، زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس مسند حمیدی کے جس قلمی نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ ہے، اس میں ہر حدیث اخیر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں، یعنی یہ **صحیح** ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے۔ والحمدللہ۔ **(اختصار علوم الحدیث: صفحہ ۸۶)**

یہی بات بغیر کسی انکار کے (ہمارے زمانے میں) جاری وساری اور مشہور ہے۔

جب یہ بات مقرر ہوگئی تو حدیث اور دوسرے علوم لکھنے والے کو چاہئے کہ اصل کتاب میں طالب علموں وغیرہ پر مشکل الفاظ کو عام لوگوں کی اصطلاح کے مطابق نقطوں، شکل اور اعراب میں ضبط کر کے لکھے اور اگر حاشیے پر لکھ دے تو (بھی) اچھا ہے۔

اسے واضح (اور صاف) لکھنا چاہئے۔ بغیر عذر کے باریک لکھنا اور حروف کو ایک دوسرے سے ملا کر گڈ مڈ کر دینا مکروہ ہے۔ امام احمد (بن حنبل) نے اپنے چچازاد بھائی حنبل (بن اسحاق) کو باریک خط لکھتے دیکھا تو فرمایا: ایسا نہ کر، ایک دن (بڑھاپے اور ضعفِ بصارت کے وقت) اس کا محتاج ہوگا تو یہ تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ (۱)

ابن الصلاح نے کہا: ہر دو حدیثوں کے درمیان گول دائرہ بنا دینا چاہئے۔ یہ بات ہمیں ابوالزناد، احمد بن حنبل، ابراہیم الحربی اور ابن جریر الطبری سے پہنچی ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: میں نے یہ بات (گول دائرہ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے خط میں دیکھی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا: دائرے کو خالی چھوڑنا چاہئے پھر جب اس کی مراجعت کرے تو اس میں نقطہ لگا دے۔ (۲)

ابن الصلاح نے کہا: عبداللہ بن فلان اس طرح لکھنا کہ ایک سطر کے آخر میں "عبد" اور دوسری سطر کے شروع میں "اللہ" ہو ایسا لکھنا مکروہ ہے بلکہ "عبداللہ" کو ایک سطر میں اکٹھا لکھنا چاہئے۔

انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اگر یہ بار بار بھی ہو تو لکھنے سے نہیں اُکتانا چاہئے کیونکہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

(۱) الجامع فی اخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب: ۵۲۷ وسندہ صحیح محمد بن الحسن (ھو ابن الحسین) الآجری ثقہ امام

(۲) الجامع فی اخلاق الراوی وآداب السامع (۲۷۳/۱)

میرے پاس مسندِ حمیدی کے جس قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ ہے اس میں ہر حدیث کے آخر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں یعنی یہ صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے۔ والحمدللہ

ثابت ہوا، جس مخطوطہ میں گول دائرہ کے ساتھ نقطے بھی موجود ہیں، وہ محدثین اور بالخصوص غیر مقلدین کے نزدیک صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے۔

اور الحمدللہ، ہم نے جو التمہید کا شیخ محمد علی الموصلی کے مخطوطہ پیش کیا ہے، اس میں گول دائرہ اور نقطہ موجود ہے، یعنی خود غیر مقلدین کے اصول سے، یہ صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے، الحمدللہ حمداً کثیراً۔

اسکین:

يديه على يمينه فانتزعهما على نحو ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه صنعه
ابن مسعود ٥ وقد روي عن سعيد بن جبير ما يصحح هذا التاويل لانه ثبت عنه انه كان
يضع اليمنى على اليسرى في صلاته فوق السرة فهذا ما روي عن بعض التابعين في
هذا الباب وليس بخلاف لانه لا يثبت عن واحد منهم كراهية ولو ثبت ذلك
ما كانت فيه حجة لان الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها ولا سيما
سنة لم يثبت عن احد من الصحابة خلافها ٥ ذكر ابو بكر بن ابي شيبة عن يحيى بن
سعيد القطان عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن ابي زياد مولى آل دراج
قال ما رايت فنسيت فاني لم انس ان ابا بكر رضي الله عنه كان اذا قام في
الصلاة قال هكذا ووضع اليمنى على اليسرى ٥ قال وحدثنا وكيع قال حدثنا
عبد السلام بن شداد الجريري ابو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن ابيه قال
كان علي اذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع
الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده ٥ قال وحدثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن
ابن اسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن ابي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع
الايدي على الايدي تحت السرر ٥ قال وحدثنا عبد الاعلى عن المستمر بن الريان
عن ابي الجوزاء انه كان يامر اصحابه ان يضع احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي ٥
قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد بن ابي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن ظبيان عن علي في قوله تعالى فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة
ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء ٥
ذكر الاثرم قال حدثنا ابو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى على
اليسرى تحت السرة ٥ قال وحدثنا العباس بن الوليد قال حدثنا ابو رجاء
الكلبي قال حدثني عمرو بن مالك عن ابي الجوزاء عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة ٥ وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس انه قال
ان من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور والآثار
احاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد ليثبته لا تقوم بها حجة اعني الاحاديث
عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في اول هذا الباب آثاراً صحاحاً مرفوعة واخبرنا
احمد بن عبد الله بن محمد قال حدثنا محمد بن بكر قال حدثنا ابو داود قال حدثنا مسدد

لہذا اس صحیح ترین اور مراجعت والے نسخہ کے مقابلہ میں، کفایت صاحب کا استنبول کے تحریف اور تصحیف والے نسخہ کے الفاظ کو صحیح بتانا باطل ومردود ہے۔

شیخ اسامہ بن ابراہیم کی تحقیق سے چھپنے والے التمہید کے نسخہ تعریف اور اہل حدیث مسلک کے محدث کا اعتماد:

الفاروق **الحدیثۃ للطباعۃ** والنشر، مصر کے مکتبہ نے شیخ اسامہ بن ابراہیم کی تحقیق سے چھپنے والے التمہید کے مطبوعہ نسخہ میں بھی 'تحت السرۃ' موجود ہے، جس کا اسکین **صفحہ: ۱۲** پر موجود ہے۔

اس نسخہ کے بارے میں اہل حدیث مسلک کے محدث، زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ:

التمہید کو چھ قلمی نسخوں سے شائع کیا گیا ہے، دیکھئے ۱۸ جلدوں والا مطبوعہ نسخہ (ناشر الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، قاہرہ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۹۹۹، جلد ۱: صفحہ ۸۱، ۱۰۰) اور آگے موصوف نے اس کتاب کے ۶ قلمی نسخوں کو ثابت شدہ، مشہور اور متواتر قرار دیا ہے۔ **(مقالات زبیر علی زئی: جلد ۲: صفحہ ۳۱۹)**

اسکین:
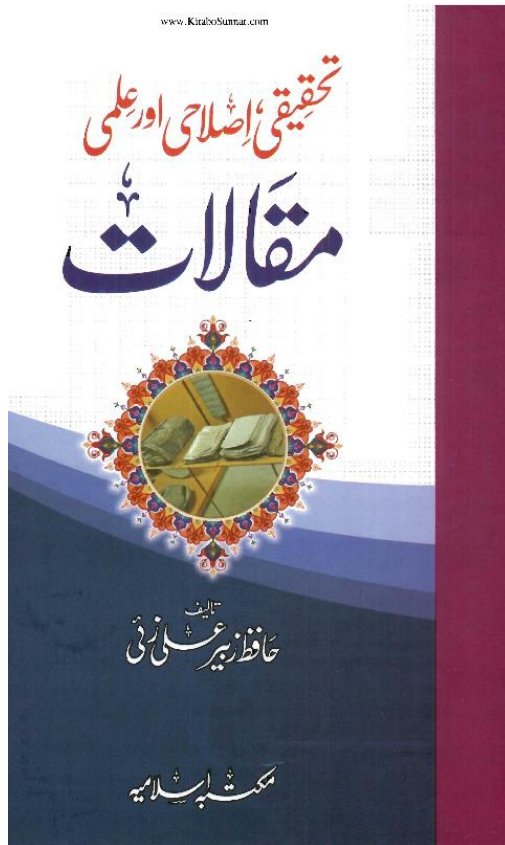
جزء رفع الیدین کا رسالہ صدیوں سے علماء کے درمیان مشہور ومتداول ہے اور علماء اس سے احادیث وعبارات نقل کرتے رہے ہیں جبکہ "الجزء المفقود" ابھی چند سالوں کی ایجاد ہے۔

② کتاب الضعفاء للبخاری صدیوں سے مسلمانوں کے پاس مشہور ومعروف رہی ہے۔
امام بخاری نے ایک راوی حریث بن ابی حریث کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا (بتحقیقی: ۸۹)
پھر جب ابو حاتم الرازی سے ذکر کیا گیا کہ حریث کو بخاری نے کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے تو انھوں نے کہا: اسے (حریث کو) وہاں سے ہٹانا چاہئے الخ (الجرح والتعدیل ۳/ ۲۶۳)
معلوم ہوا کہ امام ابو حاتم کے دور میں امام بخاری کی کتاب الضعفاء مشہور تھی۔ راقم الحروف نے لکھا ہے کہ "نسخہ علماء کے درمیان مشہور ہو" (جعلی جزء کی کہانی ص ۱۵، الحدیث: ۵)
جبکہ الجزء المفقود کا علماء کے درمیان مشہور ہونا تو دور کی بات ہے، گزشتہ عشرے سے پہلے علمی دنیا میں اس کا کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔

تنبیہ: مشہور ومتواتر نسخہ سند کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ سند ودلائل کی ضرورت غیر مشہور اور عجیب وغریب اکلوتے نسخے کے لئے مطلوب ہوتی ہے جس کا ادوارِ سابقہ میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔

کتاب الضعفاء کے تمام اقوال وروایات التاریخ الکبیر وغیرہ سابقہ کتابوں میں امام بخاری کے حوالے سے موجود ہیں جبکہ الجزء المفقود کی ایک روایت بھی سند ومتن سے سابقہ کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے۔ (تحفۃ الاقویاء ص ۷ کا حاشیہ نمبر ۶ دوبارہ پڑھ لیں)
کتاب الضعفاء کے کئی نسخے تھے مثلاً دیکھئے المعجم المفہرس لابن حجر (ص ۱۷۳، رقم ۶۷۶)
جبکہ الجزء المفقود کا اسحاق السلیمانی کے علاوہ دوسرا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔

③ التمہید لابن عبدالبر کو چھ قلمی نسخوں سے شائع کیا گیا ہے۔ دیکھئے ۱۸ جلدوں والا مطبوعہ نسخہ (ناشر: الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، القاہرہ مصر، الطبعۃ الاولی ۱۹۹۹ء ج ۱ ص ۸۱ تا ۱۰۰)
چھ قلمی نسخوں سے شائع شدہ التمہید کے مشہور ومتواتر نسخے کو "الجزء المفقود" کے اکلوتے نسخے پر قیاس کیا جا رہا ہے۔ سبحان اللہ

اس کے علاوہ یہ کتاب صدیوں سے علماء کے درمیان مشہور ومتواتر رہی ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک شیخ اسامہ بن ابراہیم نے جن ۶ قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر، التمہید کی تحقیق کی، وہ ۶ نسخے ثابت شدہ، مشہور اور متواتر ہیں۔

اور اس نسخہ میں بھی تحت السرۃ ہی لکھا ہے، جیسا کہ گزر چکا۔

لہٰذا ثابت شدہ، مشہور اور متواتر قلمی نسخے سے تحقیق شدہ مطبوعہ نسخے کے الفاظ کو ہی ترجیح حاصل ہے اور کفایت صاحب کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

نیز، بقول زبیر علی زئی صاحب کے، ۶ ثابت شدہ مشہور اور متواتر قلمی نسخے سے تحقیق شدہ مطبوعہ نسخہ، اسی طرح دیگر التمہید کے مطبوعہ نسخے اور اس کے مرتّب نسخوں کو چھوڑ کر، کفایت صاحب کا صرف التمہید کے مغرب کے نسخے کو ہی ذکر کرنا، ان کے مسلکی تعصب کی کھلی دلیل ہے۔

کیونکہ کفایت صاحب کو التمہید کی روایت میں تحت السرۃ کو تحریف ثابت کرنا تھا، اس لئے انہوں نے التمہید کے ان تمام مطبوعہ نسخوں کو نظر انداز کر دیا، جس میں صرف تحت السرۃ ہی لکھا تھا۔

جبکہ مغرب کے نسخہ کا ذکر صرف اس لئے کیا کہ اس میں ان کے مطلب کی بات تھی، اس مغرب کے نسخہ میں محقق نے بتایا کہ التمہید کے استنبول کے نسخہ میں تندوۃ موجود ہے دوسری طرف ابن ابی شیبہ کی روایت کے جواب میں، چونکہ موصوف کو تحت السرۃ کو تحریف ثابت کرنا تھا، اسلئے انہوں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے تمام مطبوعہ نسخوں کا ذکر کیا، اور موصوف نے بتایا کہ ان نسخوں میں تحت السرۃ کا لفظ نہیں ہے۔

جب بات اپنے مطلب کی ہو، تو تمام نسخوں کا ذکر اور جب اپنے مسلک کے خلاف ہو، تو صرف مطلب کے نسخہ کا ذکر۔

اب اس کو مسلکی تعصب، دوغلی پالیسی اور انصاف کا خون نہیں، تو پھر اور کیا کہیں گے ؟

اعتراض نمبر ۳ :

کفایت اللہ صاحب نے التمہید کی روایت میں تحت الثندوۃ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے، شیخ عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی کے نسخہ کا حوالہ دیا کہ التمہید کے اس نسخہ میں صحیح لفظ تحت الثندوۃ موجود ہے۔

اور کہا کہ اس روایت میں بھی تحت السرۃ کا لفظ نہیں ہے بلکہ کتاب کے محقق نے اپنی طرف سے 'السرۃ' کا لفظ بنا دیا ہے۔ **(انوار البدر: ۳۰۴)**

الجواب: (شیخ عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی کے نسخہ کی حیثیت)

حالانکہ شیخ عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی غیر مقلد اور سلفی ہیں، جیسا کہ ان کی کتاب سے ظاہر ہے۔ دیکھئے **(اسباب اختلاف الفقہاء للشیخ عبد اللہ الترکی: صفحہ ۶۳-۶۴)**

لہذا ان کا یا کسی اور سلفی محقق کا حوالہ دینے سے، کفایت صاحب کا کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ موصوف سے گزارش ہے کہ التمہید کا کوئی ایسا قلمی نسخہ پیش کریں، جس میں گول دائرہ اور نقطہ موجود ہو، تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ وہ نسخہ محدثین بلکہ خود اہل حدیثوں کے اصول کے مطابق صحیح ترین اور مراجعت شدہ نسخہ ہے۔

اور پھر ہم نے التمہید کے مطبوعہ، مرتب اور معتمد صحیح ترین قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے کہ اس میں تحت السرۃ موجود ہے۔

نیز، یہ بھی ذہن میں رہے کہ مشہور سلفی شیخ عطیہ محمد سالم، شیخ محمد بن عبد الرحمن المغراوی صاحب اور غیر مقلد عالم محمد عبد القادر عطاوغیرہ نے بھی التمہید کی تحقیق کی اور اس کو ترتیب دی ہے۔

لیکن ان حضرات نے بھی تحت الثندوۃ کے بجائے، اپنے اپنے نسخوں میں تحت السرۃ ہی نقل کیا ہے۔ لہذا ان وجوہات کی بنا پر شیخ عبد اللہ الترکی کا نسخہ مرجوح ہے۔

اعتراض نمبر ۴ :

کفایت صاحب کہتے ہیں کہ التمہید میں ابن عبد البرؒ نے اس روایت کو ابو الولید کے شاگرد اثرم کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اثرم سے اسی سند کے ساتھ خطیب بغدادیؒ نے اس روایت کو اپنی صحیح سند سے بیان کیا۔

پھر موصوف کہتے ہیں کہ خطیب بغدادیؒ کی یہ صحیح روایت ابو الولید کے شاگرد اثرم ہی کے طریق سے ہے اور اس میں روایت کے اخیر میں پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ الثندوۃ کا لفظ موجود ہے۔

اس روایت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ التمہید میں موجود روایت کے اخیر میں الثندوۃ ہونا چاہیے۔

واضح رہے کہ التمہید کے قلمی نسخہ میں بکثرت غلطیاں واقع ہوئی ہیں، جیسا کہ خود محقق نے مقدمہ میں اعتراف کیا ہے اور خطیب بغدادی کی یہ روایت سامنے آنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ التمہید میں اس روایت کی سند میں عاصم الجحدری کے اوپر 'عن ابیہ' کا واسطہ چھوٹ گیا، جس کے سبب التمہید والی روایت تحریف شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ منقطع بھی ٹھہری۔

جبکہ خطیب بغدادی کی اس روایت کا متن بھی سلامت ہے اور سند بھی صحیح ہے۔**(انوار البدر: صفحہ ۳۰۴- ۳۰۵)**

الجواب:

اولاً وضاحت کی جاچکی ہے کہ التمہید کے معتمد اور صحیح نسخہ میں السرۃ موجود ہے، جبکہ جس نسخہ میں التندوۃ آیا ہے، اس میں تحریف، تصحیف اور حروف بھی مٹے ہوئے ہیں، نیز اکثر مطبوعہ اور مرتب نسخوں میں السرۃ ہی موجود ہے۔

دوم کفایت صاحب نے الثندوۃ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے، کوئی معتبر گول دائرہ والا قلمی نسخہ تو پیش نہیں کیا، کیونکہ بقول علی زئی صاحب کے ایسے قلمی اور صحیح ترین، مراجعت والے ہوتے ہیں، لیکن خطیب بغدادی کی کتاب 'موضح اوھام' التمہید کی روایت سے ملتی جلتی روایت نقل کی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ خطیب کی روایت کی وجہ سے التمہید کی روایت میں الثندوۃ ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ دونوں روایتوں کی سند میں فرق ہے، چنانچہ، التمہید لابن عبد البر کی روایت کی سند یوں ہے:

ذکر الاثرم قال حدثنا أبو الولید الطیالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صھبان سمع علیا یقول فی قول اللہ عز و جل فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ قال وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ تحت السرۃ۔

جبکہ خطیب بغدادیؒ کی سند اس طرح ہے:

أخبرنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن رزقویہ حدثنا عثمان بن أحمد بن عبد اللہ الدقاق حدثنا عبد اللہ بن عبد الحمید القطان حدثنا أبو بکر الأثرم حدثنا أبو الولید حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن أبیہ عن عقبة بن ظبیان سمع علیا رضی اللہ عنہ یقول "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ" قال وضع الیمنی علی الیسریٰ تحت الثندوۃ۔ (موضح أوھام الجمع والتفریق للخطیب: جلد ۲: صفحہ ۳۰۵)

الموضح لأوهام الجمع والتفريق

تاليف

الامام الحافظ أبو بكر احمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

رحمه الله تعالى (المتوفى ٤٦٣ھ)

تصحيح ومراجعة

عبد الرحمن بن يحيى المعلمي رحمه الله

(الجزء الثاني)

نشر

دار الفكر الاسلامي

الطبعة الثانية ــــ ١٤٠٥ھ ــ ١٩٨٥م

ذكر عقبة بن ظبيان

اخبرنا ابو الحسن محمد بن احمد بن رزقويه حدثنا عثمان بن احمد بن عبد الله الدقاق حدثنا عبد الله بن عبد الحميد القطان حدثنا ابو بكر الاثرم حدثنا ابو الوليد حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدرى عن ابيه عن عقبة بن ظبيان سمع عليا رضى الله عنه يقول (فصل لربك و انحر) قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت الثندوة . وكذا رواه محمد بن اسماعيل البخارى عن ابى سلمة عن حماد .

و هو عقبة بن ظهير الذى روى يزيد بن زياد عن عاصم الجحدرى عنه هذا الحديث ؛ اخبرنا ابو الحسن بن رزقويه حدثنا عبد الباقى بن قانع القاضى حدثنا على بن محمد بن ابى الشوارب حدثنا حفص بن عمر الجدى ۱۰ حدثنا وكيع حدثنا يزيد بن زياد بن ابى الجعد عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن على رضى الله عنه فى قول الله تعالى (فصل لربك و انحر) قال: وضع اليمين على الشمال فى الصلاة . وكذا ذكر البخارى ان حميد ابن عبد الرحمن الرؤاسى رواه عن يزيد عن عاصم عن عقبة إلا انه لم ينسبه .

ذكر عقبة بن اوس السدوسى ۱۵

اخبرنا ابو اسحاق ابراهيم بن مخلد بن جعفر المعدل اخبرنا ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابراهيم الحكيمى حدثنا على بن داود القنطرى حدثنا عبد الله ابن صالح كاتب الليث حدثنى الليث بن سعد ﴿۱۶۱﴾ حدثنى جرير ابن حازم عن ايوب السختيانى و عبد الله بن عون بن ارطبان و هشام

التمہید **اور** **خطیب** **کی سندوں میں فرق**	
۱-التمہید کی سند میں حضرت علیؓ کے شاگرد عقبہ بن صہبانؒ ہیں، جو کہ صحیحین کے راوی ہیں۔(**التقریب:۴۶۴۰**)	۱-جبکہ خطیبؒ کی سند میں حضرت علیؓ کے شاگرد عقبہ بن صہبان نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے راوی عقبہ ظبیان ہیں۔
۲-عقبہ بن صہبانؒ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب:رقم ۴۶۴۰**)	۲-لیکن عقبہ بن ظبیان خود غیر مقلدین کے اصول سے مجہول الحال ہیں۔(**ضربِ حق:شمارہ نمبر ۱۱، صفحہ ۲۲، السنۃ:شمارہ نمبر ۷۳-۷۸:صفحہ ۲۱۷، ۲۲۲، شمارہ نمبر ۳۰:صفحہ ۲۴، اصولِ حدیث واصول تخریج از ابو خرم شہزاد:صفحہ ۲۵۷**) کیونکہ ائمہ متقدمین نے ان کی توثیق کے تعلق سے خاموشی اختیار کی ہے۔(**الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:جلد ۶:صفحہ ۳۱۳، علل احمد بروایۃ عبد اللہ:رقم ۱۶۴۴**)
۳-اسی طرح التمہید کی سند میں عاصم الجحدریؒ اور عقبہ بن صہبان کے درمیان عاصم کے والد کا ذکر نہیں ہے۔	۳ -مگر خطیب کی سند میں عاصم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، اور عاصم کے والد مجہول ہیں، کفایت صاحب نے ان کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا جواب **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۴:صفحہ ۱۰۱** پر موجود ہے۔

کیا التمہید کی سند منقطع ہے؟؟ :

جیسا کہ نقل کیا گیا کہ کفایت صاحب نے ایک عجیب و غریب دعویٰ کیا کہ التمہید کی سند میں عاصم الجحدری کے والد کا اضافہ ہے، لیکن مخطوط سے وہ گر گیا، لیکن خطیب کی صحیح سند سے پتہ چلتا ہے کہ اس روایت میں عاصم کے والد کا ذکر ہے، لہذا عاصم کے والد کے بغیر التمہید کی سند منقطع ہو گی۔

کفایت صاحب کے اس عجیب و غریب دعویٰ کا جواب:

اولاً: عاصم الجحدری کے والد مجہول ہیں، جیسا کہ حوالہ گزر چکا، لہذا کفایت صاحب کا خطیب کی سند کو صحیح کہنا باطل و مردود ہے۔

دوم التمہید کی سند 'عاصم الجحدری عن عقبة بن صہبان' میں عاصم الجحدریؒ نے عقبہ بن صہبان سے روایت کی ہے، عقبہ بن صہبانؒ حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں۔

اور ائمہ نے وضاحت کی ہے کہ عاصم الجحدریؒ حضرت علیؓ کے ایک دوسرے تلمیذ (شاگرد) عقبہ بن ظہیرؒ کے شاگرد ہے۔ **(کتاب الثقات لابن حبان: جلد ۵: صفحہ ۲۲۷، تاریخ الاسلام: جلد ۳: صفحہ ۴۳۷)**،[2] لیکن یہ اور بات ہے کہ عقبہ بن ظہیرؒ خود غیر مقلدین کے اصول سے مجہول الحال ہیں۔

الغرض جب عاصم الجحدریؒ، حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے عقبہ بن ظہیرؒ کے شاگرد ہیں، تو وہ حضرت علیؓ کے دوسرے تلمیذ عقبہ بن صہبان کے شاگرد کیوں کر نہیں ہو سکتے، جبکہ امکانِ لقاء بھی ہے، اور عاصم الجحدریؒ مدلس بھی نہیں ہیں۔

اور غیر مقلد عالم ابو صہیب داؤد ارشد صاحب کہتے ہیں کہ مسلّم اصول ہے کہ جب راوی مدلّس نہ ہو، تو اس کا 'عن' اور 'قال' سماع ہوتا ہے۔ **(دین الحق: جلد ۱: صفحہ ۳۶۴)** اور پھر " عاصم عن عقبة بن صہبان عن علی " کی سند سے ایک حدیث بھی آئی ہے۔ (دیکھئے **صفحہ: ۴۹**) لہذا کفایت صاحب کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

سوم عاصم الجحدری کے والد کی وجہ سے حضرت علیؓ کی روایت میں سخت اضطراب واقع ہے۔

---

[2] عاصمؒ کی عقبہ بن ظہیر سے ایک روایت بھی وارد ہوئی ہے، جس کا ذکر، **صفحہ: ۴۰** پر موجود ہے۔

۱- خطیب بغدادی کی روایت میں عاصم الجحدری کے والد نے:

'عن عقبة بن ظبيان ، عن علي بن أبي طالب' کی سند سے 'تحت الثندوة' یعنی سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا، جیساکہ تفصیل گزر چکی۔[3]

۲ – جبکہ التاریخ الکبیر میں عاصم الجحدری کے والد نے وہی سند سے **'علی صدرہ'** سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے۔**(التاریخ الکبیر للبخاری ۶/۴۳۷)**

اسکین:

تأليف

الحافظ النقاد شيخ الاسلام جبل الحفظ وإمام الدنيا
أبي عبد الله اسماعيل بن ابراهيم الجعفي البخاري
المتوفي سنة ٢٥٦ هجرية - ٨٦٩ ميلادية

القسم الثاني من الجزء الثالث

عبيد بن فيروز — عمير بن عبد الرحمن

[3] کفایت صاحب نے تحت الثندوۃ کی ایک باطل تاویل کی ہے، جس کا جواب **اعتراض نمبر ۵** کے تحت آرہا ہے۔

٢٩٠٨ – عقبة بن زرعة الشامى، سمع عليا و معاوية رضى الله عنهما؛ روى عنه عبدالوارث بن صخر ۔

٢٩٠٩ – عقبة بن مسلم التجيبى المصرى[١]، سمع عمرو بن عقبة ابن عامر و أبا عبدالرحمن الحبلى؛ سمع منه حيوة[٢] ۔

٢٩١٠ – عقبة الرفاعى، سمع ابن الزبير رضى الله عنهما، روى عنه ابنه محمد؛ منقطع ۔ ٥

٢٩١١ – عقبة بن ظبيان[٣]، قال موسى حدثنا حماد بن سلمة: سمع عاصما الجحدرى عن ابيه عن عقبة بن ظبيان: عن على رضى الله عنه: "فصل لربك و انحر" وضع يده اليمنى على وسط ساعده على صدره[٤]، و قال قتيبة عن حميد بن / عبدالرحمن عن يزيد بن ابى الجعد: عن عاصم الجحدرى عن عقبة من اصحاب على عن على رضى الله عنه: وضعها على الكرسوع ۔ ١٠ ٢٧٣ / ب

(١) و كان فى الأصل: البصرى، تصحيف، و الصواب: المصرى، راجع التهذيب و الجرح و التعديل (٢) و فى الجرح و التعديل: عقبة بن مسلم التجيبى المصرى القاضى سمع ابن عمر وعقبة بن عامر و عبدالله بن عامر و عبد الله ابن عمرو و عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدى و عن كثير رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه و سلم و أبا عبد الرحمن الحبلى سمع منه جعفر بن ربيعة و حيوة بن شريح و حرملة بن عمران (٣) و يقال: عقبة بن ظهير – قاله ابن ابى حاتم (٤) و فى الجرح و التعديل: وضع اليمين على الشمال فى الصلاة، و لم يزد "على صدره" ۔

۳- یہی عاصم الجحدری کے والد نے تقریباًوہی سند سے ’علی السرۃ‘ ناف پر ہاتھ باندھنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ **(الخلافیات للبیہقی: جلد ۲: صفحہ ۲۵۳)**

اسکین:

الخلافيات

بين الإمامين

الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه

لشيخ السنة الإمام الحافظ

أبي بكر البيهقي

٣٨٤ - ٤٥٨ هـ

يحقق لأول مرة على خمسة أصول خطية

تحقيق ودراسة

فريق البحث العلمي بشركة الروضة

تحت إشراف / محمود بن عبد الفتاح النحال

المجلد الثاني

الروضة للنشر والتوزيع

[١٤٨١] **أخبرنا** جَنَاحُ بْنُ نَذِيرٍ بِالْكُوفَةِ، ثنا عَمِّي أَحْمَدُ بْنُ جَنَاحٍ، ثنا أَبُو الْحَرِيشِ[١]، ثنا شَيْبَانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ثنا عَاصِمٌ الْجَحْدَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴾[٢]، قَالَ: وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى وَسَطِ يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ وَضْعُهُمَا[٣] عَلَى سُرَّتِهِ[٤].

وَقَالَ غَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْحَرِيشِ: عَلَى صَدْرِهِ.

[١٤٨٢] **وبإسناده**، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ [د/ ١٦٧] عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ بِمِثْلِهِ، أَوْ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ[٥].

[١٤٨٣] **أخبرنا** أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ وَأَبُو سَعِيدٍ الصَّيْرَفِيُّ، قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أنا يَزِيدُ، أنا أَبُو رَجَاءٍ رَوْحُ بْنُ الْمُسَيَّبِ التَّمِيمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ النُّكْرِيَّ، ثنا أَبُو الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴾، قَالَ: وَضْعُ الْيُمْنَى عَلَى الشِّمَالِ عِنْدَ النَّحْرِ فِي الصَّلَاةِ[٦].

[١٤٨٤] **أخبرنا** أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ بِبَغْدَادَ، أنا أَبُو عَمْرٍو ابْنُ السَّمَّاكِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُنَادِي، ثنا أَبُو حُذَيْفَةَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ زَرْبِيٍّ، عَنْ

---

(١) في (س): «أحمد بن الحريش».

(٢) سورة الكوثر (آية: ٢).

(٣) في (د): «وضعها».

(٤) أخرجه الحاكم في المستدرك (٥/ ١٧٣) من طريق حماد بن سلمة، وفيه: «عاصم عن عقبة» لم يذكر: «عن أبيه»، وانظر علل الدارقطني (٢/ ٦٠).

(٥) أخرجه المؤلف في السنن الكبير (٢/ ٣٠).

(٦) أخرجه الحربي في غريب الحديث (٢/ ٤٤٣) من طريق أبي رجاء الكليبي به.

الخلافیات کی للبیہقی کی سند یوں ہے:

امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ:

أخبرنا جناح بن نذير بالكوفة ، ثنا عمى أحمد بن جناح ثنا أبو الحريش ثنا شيبان ثنا حماد بن سلمة ثنا عاصم الجحدري عن أبيه عن عقبة بن صهبان أن علياً قال في هذه الآية : فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ" قال وضع يده اليمنى على وسط يده اليسرىٰ ثم وضعهما على سرته۔

حضرت علیؓ، اللہ تعالیٰ کے قول **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**، کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس سے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر ناف پر رکھنا مراد ہے۔ **(الخلافیات للبیہقی: جلد ۲: صفحہ ۲۵۳)**

اس سند کے روات کی تحقیق یہ ہے:

۱۔ امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام)**

۲ – جناح بن نذیر الکوفیؒ، صدوق راوی ہیں۔ **(السلسل النقي في تراجم شیوخ البیہقی: صفحہ ۲۹۲)**

۳ – احمد بن جناحؒ صدوق ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: صفحہ ۱۹۶)**

۴ – ابو الحریش احمد بن اسراء الکوفیؒ بھی مقبول راوی ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی إلی تراجم شیوخ الطبرانی: صفحہ ۱۵۰)**

۵ – شیبان بن فروخؒ (م ۲۳۵ھ) صحیح مسلم کے راوی ہیں اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۱: صفحہ ۱۰۱، رقم: رقم ۲۸۳۴)**

۶ – حماد بن سلمۃؒ (م ۱۶۷ھ)۔

۷ – عاصم الجحدریؒ (م ۱۲۹ھ)۔

۸ – ان کے والدؒ، اور

۹ – عقبہ بن صہبانؒ وغیرہ کے حالات گزر چکے۔

۱۰۔ حضرت علیؓ صحابی رسول اور امیر المؤمنین ہیں۔ **(تقریب)**

الغرض اس سند کے تمام راوی صدوق اور ثقہ ہیں، سوائے عاصمؒ کے والد کے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب سند میں عاصم کے والد نہیں آتے، تو حضرت علیؓ کی تفسیر میں نہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ذکر آتا ہے اور نہ ہی سینے کے نیچے۔

چنانچہ، امام عبد الرزاق الصنعانیؒ **(م ۲۱۱ھ)** فرماتے ہیں کہ:

عن وكيع عن يزيد بن زياد بن أبى الجعد ، عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن علي بن أبى طالب، فى قوله تعالىٰ : (فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ) ، قال : هو وضع اليمين ، على اليسرىٰ فى الصلاة ۔

حضرت علیؓ آیت "**فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز میں سیدھا ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ **(تفسیر عبد الرزاق: جلد ۳: صفحہ ۴۶۷، نیز دیکھئے: المستدرک للحاکم)**

اسکین:

تَفْسِيرُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

تصنيف

الإمام المحدّث عبد الرزّاق بن همّام الصّنعاني

المتوفىّ سنة ٢١١هـ

دراسة وتحقيق

دكتور محمود محمد عبده

كلية الدعوة - جامعة الأزهر

الجزء الثالث

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

(٣٧١٧) نا عبد الرزاق عن[١] معمر عن[٢] قتادة قال: هو نحر البدن لقوله وانحر.

(٣٧١٨) نا عبد الرزاق، عن وكيع[١]، عن يزيد[٢] بن زياد بن أبى الجعد، عن عاصم[٣] الجحدرى، عن عقبة[٤] بن ظهير، عن على بن أبى طالب فى قوله تعالى: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: هو وضع اليمين على اليسرى فى الصلاة.

(٣٧١٩) نا عبد الرزاق، عن الثورى، عن ابن أبى نجيح، عن مجاهد وقطر، عن عطاء فى قوله تعالى: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: صلِّ الصبح بجمع[١] وانحر البدن بمنى.

(٣٧١٧) (١)، (٢) فى (ت) قال.
أخرجه ابن جرير (٣٠/ ٣٢٧)، وذكره فى البحر (٨/ ٥٢٠).
وروى عن ابن عباس وعطاء ومجاهد، وعكرمة، والحسن، وليراجع ابن كثير (٤/ ٥٥٨).

(٣٧١٨) (١) هو: وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسى، أبو سفيان، الكوفى ثقة حافظ عابد من كبار التاسعة. تقريب (٢/ ٣٣١).
(٢) هو يزيد بن زياد بن أبى الجعد، الأشجعى الكوفى، صدوق من السابعة تقريب (٢/ ٣٦٤).
(٣) هو عاصم الجحدرى، بصرى، وهو عاصم بن العجاج، أبو مجشر الجحدرى روى عن عقبة بن ظبيان وروى عنه يزيد بن زياد بن أبى الجعد، قال ابن معين: عاصم الجحدرى ثقة، الجرح والتعديل (٣/ ٣٤٩).
(٤) هو عقبة بن ظبيان ويقال: عقبة بن ظهير روى عن على وقيل عن أبيه عن على وروى عنه عاصم الجحدرى. الجرح والتعديل (٣/ ٣١٣).
أخرجه ابن جرير (٣٠/ ٣٢٥)، والفراء فى المعانى (٣/ ٢٩٦)، وذكره القرطبى (٢٠/ ٢١٩)، وابن أبى حاتم فى الجرح والتعديل (٣/ ٣١٣).
وفى الدر وعزاه إلى ابن أبى شيبة فى المصنف والبخارى فى تاريخه، وابن المنذر وابن أبى حاتم، والدارقطنى فى الأفراد وأبى الشيخ والحاكم وابن مردويه والبيهقى فى سننه عن على بن أبى طالب (٦/ ٤٠٣).

(٣٧١٩) (١) جمع: هى المزدلفة.
أخرجه ابن جرير بنحوه (٣٠/ ٣٢٦).
وذكره البغوى (٧/ ٣٠٤).
وذكره فى الدر وعزاه إلى عبد الرزاق، وابن المنذر وابن أبى حاتم عن مجاهد وعطاء وعكرمة (٦/ ٤٠٣).

اس پوری تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیث عاصم الجحدریؒ کے **'والد'** کی وجہ سے مضطرب ہے، کیونکہ انہی کی وجہ سے حضرت علیؓ کی تفسیر میں کہی سینہ پر، کہی سینے کے نیچے اور کہیں ناف پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ملتا ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

اور یہی وجہ ہے کہ حافظ الحدیث امام ابن الترکمانیؒ **(م ۷۵۰ھ)** عاصم الجحدریؒ کے والد سے مروی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ 'في سنده ومتنه اضطراب' اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔ **(الجوهر النقي: جلد ۲: صفحہ ۳۰)**

لہذا تطبیق کی صحیح صورت یہی ہے کہ:

حضرت علیؓ کی روایت میں اضطراب مجہول راوی عاصم الجحدریؒ کے والد کی وجہ سے ہے، کیونکہ ان کی وجہ سے روایت میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

اور سند میں جب ان کا ذکر نہیں ہوتا، تو روایت میں نہ سینہ پر، نہ سینے کے نیچے اور نہ ہی ناف پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ملتا ہے۔

بلکہ صرف نماز میں سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ملتا ہے، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق کی روایت گزر چکی، نیز اسی طرح کی روایت حماد بن سلمہؒ کے طریق سے **المستدرک للحاکم** میں بھی موجود ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

نیز سنن اثرم بحوالہ التمہید کی روایت میں بھی عاسم الجحدریؒ کے والد کا ذکر نہیں ہے اور اسی طرح حضرت علیؓ کے شاگرد بھی ثقہ راوی عقبہ بن صہبانؒ ہیں، اور اس روایت میں تحت السرۃ کی زیادتی آئی ہے، جو کہ ثقہ حافظ نے بیان کی ہے، نیز اس روایت کے رواۃ بھی ثقہ اور سند متصل ہے، خود کفایت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ زیادتی بیان کرنے والا حافظ اور متقن ہو، تو زیادتی قبول ہوگی۔ **(انوار البدر: صفحہ ۱۰۶)** لہذا اسے قبول کیا جائے گا۔

الغرض خلاصہ یہ کہ ترجیح سنن اثرم بحوالہ التمہید کی روایت کو ہے اور عاصم الجحدریؒ کے والد سے مروی تمام روایات مرجوح و مضطرب ہیں۔

کفایت صاحب کی من مانی ترجیح کا جواب:

کفایت صاحب نے حماد بن سلمہؒ کی روایت کو یزید بن زیاد بن ابی جعدؒ پر ترجیح دی ہے اور کہا کہ: حماد بن سلمہ کا طریق یزید کے طریق سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

۱- یزید بن زیاد حفظ وضبط میں حماد بن سلمہ کے مقابل کم تر ہیں۔

۲ - بصرہ میں حماد بن سلمہ سے بہتر کسی کی احادیث بیان نہیں ہو سکتی۔

ان وجوہات کی بنا پر یزید کے مقابلہ میں امام حماد بن سلمہؒ ہی کی روایت راجح ہے، اور جب ۲ مختلف روایات ہم پلہ اور قوت میں مساوی نہ ہوں، تو یہاں اضطراب کا حکم نہیں لگے گا، بلکہ راجح و مرجوح کا حکم لگے گا۔ **(انوار البدر: صفحہ ۲۳۶ - ۲۳۷)**

الجواب:

کفایت صاحب کا یزید بن زیاد کی روایت کے مقابلہ میں حماد کی روایت کو ترجیح دینا، درجِ ذیل وجوہات کی بناء پر باطل و مردود ہے:

۱ - حماد بن سلمہؒ کی جتنی روایات کو موصوف نے ترجیح دی ہے، ان تمام میں عاصم الجحدریؒ کے والد موجود ہیں، جبکہ مجہول ہیں، لہذا مجہول راوی کی روایت، صدوق راویوں کی روایت کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔

کفایت صاحب! پہلے حماد بن سلمہؒ کی روایات میں آنے والے تمام راویوں کو ثقہ تو ثابت کریں، بعد میں ترجیح دیجئے گا۔

یہاں حماد کی پیش کردہ تمام روایتوں میں ایک راوی مجہول ہے اور آپ اسی کو ترجیح دے رہے ہیں؟؟؟ سبحان اللہ مسلکی تعصب کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

نوٹ:

عبد اللہ بن روَبۃؒ، عاصمؒ کے والد نہیں ہیں، تفصیل **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۴: صفحہ ۱۰۱** پر دیکھی جا سکتی ہے۔

۲ – حماد بن سلمہؒ کی روایات میں حضرت علیؓ کے شاگرد عقبہ بن ظہیر یا ظبیان ہیں، جو کہ خود غیر مقلدین کے اصول سے مجہول الحال ہیں، لہذا ایسے راویوں کی توثیق ائمہ متقدمین سے مطلوب ہے، جیسا کہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری، ابو یحییٰ نور پوری اور ابو خرّم شہزاد کے حوالے گزر چکے۔

کفایت صاحب کی ایک عجیب دوغلی پالیسی:

ایک طرف اپنے مطلب کے راوی کا دفاع کرنا تھا، تو موصوف نے ائمہ متقدمین کے فیصلہ کو ترجیح دی، دوسری طرف ایک اور راوی کی توثیق ثابت کرنی تھی، تو ائمہ متقدمین کے فیصلہ کو چھوڑ کر متاخرین کے فیصلے کو لے لیا۔

جی ہاں! دیکھئے، حماد بن سلمہؒ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ، حافظ ذہبیؒ، حافظ سبط ابن العجمیؒ، امام بیہقیؒ، امام کیّالؒ وغیرہ نے وضاحت کی ہے، وہ آخری عمر میں مختلط اور متغیر ہوگئے تھے۔ **(تقریب ۱۴۹۹، الکاشف، دیوان الضعفاء: صفحہ ۱۰۰، الاغتباط: صفحہ ۹۶، الکواکب النیرات: صفحہ ۴۶۰)** لیکن موصوف کو ان کا عدم اختلاط ثابت کرنا تھا، تو انہوں نے ابن معینؒ کے قول سے ان کا عدم اختلاط ثابت کرنے کی کوشش کی اور ائمہ متاخرین کے فیصلہ کو رد کر دیا۔

جبکہ عقبہ بن ظبیانؒ کی توثیق کے بارے میں ائمہ متقدمین نے خاموشی اختیار کی اور کہا کہ وہ ان کو نہیں جانتے، جیسا کہ حوالے گزر چکے، لیکن چونکہ ان کو ثقہ ثابت کرنا تھا، اس لئے موصوف نے یہاں پر ائمہ متقدمین کی بات کو چھوڑ کر ائمہ متاخرین کے اقوال پیش کئے ہیں۔

کیا یہی موصوف کا انصاف ہے؟؟ ایسی دوغلی پالیسی سے اللہ ہی محفوظ رکھے۔ آمین

نوٹ:

اگرچہ، یزید بن زیاد کے طریق میں بھی عقبہ بن ظبیانؒ موجود ہیں، لیکن حماد بن سلمہؒ کے ایک طریق میں ان کے متابع عقبہ بن صہبانؒ **(ثقہ)** موجود ہیں، جس میں نہ عاصمؒ کے والے ہیں اور نہ ہی اس میں سینہ پر یا سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ، امام حاکمؒ **(م ۴۰۵ھ)** کہتے ہیں کہ:

حدثناه علي بن حمشاذ العدل ، ثنا هشام بن علي، ومحمد بن أيوب، قالا : ثنا موسیٰ بن اسماعيل ، ثنا حماد بن سلمة ، عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن صهبان عن عليؓ (فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ) قال : هو وضع يمينک على شمالک فى الصلوة ۔

حضرت علیؓ آیت **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تیرا نماز میں سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ **(المستدرک للحاکم: جلد ۲: صفحہ ۵۸۶، حدیث نمبر ۳۹۸۰، وسندہ صحیح)**

اسکین:

المستدرك

على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق

مصطفى عبد القادر عطا

كتاب البيوع، كتاب الجهاد، كتاب قسم الفيء، كتاب قتال أهل البغي، كتاب النكاح، كتاب الطلاق، كتاب العتق، كتاب المكاتب، كتاب التفسير، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين.

الجزء الثاني

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

والمشهور هذا من حديث محمد بن عبد الله بـن مسلم عن أبيه.

١١١٧/٣٩٧٩ ـ أخبرني إبراهيم بن عصمة بن إبراهيم العدل، ثنا أبي، ثنا يحيى بن يحيى، أنبأ هشيم، أنبأ أبو بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما ﴿**إنا أعطيناك الكوثر**﴾قال: الكوثر الخير الكثير الذي أعطاه الله إياه. قال أبو بشر، فقلت لسعيد: إن أناساً يزعمون أنه نهر في الجنة فقال: والنهر من الخير الكثير.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

فأما قوله عز وجل ﴿**فصلّ لربك وانحر**﴾فقد اختلف الصحابة في تأويلها وأحسنها ما روي عن أميرالمؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه في روايتين الأولى: منهما ما:

١١١٨/٣٩٨٠ ـ حدثناه علي بن حمشاد العدل، ثنا هشام بن علي، ومحمد بن أيوب قالا: ثنا موسى بن إسماعيل، ثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، عن علي رضي الله عنه ﴿**فصل لربك وانحر**﴾قال: هو وضعك يمينك على شمالك في الصلاة.

والرواية الثانية:

١١١٩/٣٩٨١ ـ حدثناه أبو محمد عبد الرحمن بن حمدان الجلاب بهمدان، ثنا ٢/٥٣٨ حاتم محمد بن إدريس / الرازي، ثنا وهب بن أبي مرحوم، ثنا إسرائيل بن حاتم، عن مقاتل بن حيان، عن الأصبغ بن نباتة، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: لما نزلت هذه الآية على رسول الله ﷺ ﴿**إنا أعطيناك الكوثر فصلّ لربك وانحر**﴾قال النبي ﷺ: «يا جبريل ما هذه النحيرة التي أمرني بها ربي» قال: إنها ليست بنحيرة ولكنه يأمرك إذا تحرمت للصلاة أن ترفع يديك إذا كبرت وإذا ركعت وإذا رفعت رأسك من الركوع فإنها صلاتنا وصلاة الملائكة الذين في السماوات السبع قال النبي ﷺ: «رفع الأيدي

٣٩٧٩ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

٣٩٨٠ ـ سكت عنه الذهبي في التلخيص.

قلت: عاصم بن العجاج الجحدري البصري، المقرىء، قال الذهبي: قرأ على يحيى بن يعمر، ونصر بن عاصم. أخذ عنه سلام أبو المنذر وجماعة قراءة شاذة، فيها ما ينكر. (الميزان ٢/٣٥٤).

٣٩٨١ ـ قال في التلخيص: إسرائيل صاحب عجائب لا يعتمد عليه، وأصبغ شيعي متروك عند النسائي.

۳ – جب سند میں عاصم الجحدریؒ کے والد کا ذکر نہیں ہوتا، تو نہ سینہ پر نہ سینہ نیچے، اور نہ ہی ناف پر باندھنے کے آتے ہیں، جیسا کہ یزید بن زیادؒ اور المستدرک للحاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

لہذا یہ بھی واضح قرینہ ہے کہ اضطراب یہاں پر عاصم الجحدریؒ کے والد کی وجہ سے ہے، تو کفایت صاحب کا عاصمؒ کے والد کی روایت کو ترجیح دینا باطل و مردود ہے۔

نیز اس سلسلہ میں راجح بات گزر چکی کہ صحیح ترجیح سنن اثرم بحوالہ التمہید کی '**تحت السرۃ**' والی روایت کو حاصل ہے اور عاصم الجحدریؒ کے والد سے مروی تمام روایات مرجوح و مضطرب ہیں۔

اعتراض نمبر ۵ :

کفایت صاحب '**تحت الشندوۃ**' کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

چھاتی کے نیچے سینہ ہی ہوتا ہے، چنانچہ درِ مختار اور دیگر کتابوں سے عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ احناف کی درجِ بالا کتابوں میں عورت کے لئے، یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھے، جبکہ احناف کی بعض کتابوں میں یوں کہا گیا کہ عورت سینہ پر ہاتھ باندھے۔۔۔

پھر کفایت صاحب آگے لکھتے ہیں کہ:

احناف کی ان کتابوں میں یہ کہا گیا کہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے، جبکہ اس سے قبل مذکورہ کتابوں میں یہ کہا گیا کہ عورت اپنی چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھے۔

ظاہر ہے کہ احناف یہی کہیں گے کہ ان دونوں الفاظ میں معنوی طور پر ایک ہی بات ہے یعنی دونوں کا مطلب یہی ہے کہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے، ہم بھی تحت الشندوۃ کی روایت کے تعلق سے یہی کہتے ہیں۔ **(انوار البدر: صفحہ ۲۹۶ – ۲۹۷)**

الجواب:

کفایت صاحب کا یہ جملہ بڑا عجیب لگا کہ 'چھاتی کے نیچے سینہ ہی ہوتا ہے' کیا موصوف کو پیٹ نظر نہیں آتا؟؟

الغرض کفایت صاحب کا یہ کہنا کہ ’ احناف یہی کہیں گے کہ ان دونوں الفاظ میں معنوی طور پر ایک ہی بات ہے یعنی دونوں کا مطلب یہی ہے کہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے ‘ بالکل باطل ہے، مردود ہے۔

- موصوف نے بحر الرائق سے ایک عبارت نقل کی ہے اور اس میں خیانت سے کام لیا، کیونکہ وہ عورت کے ہاتھ باندھنے کے بارے میں صاحبِ بحر الرائق امام ابن نجیم المصریؒ (م ۹۷۰؁ھ) کا اپنا نظریہ نہیں ہے، بلکہ انہوں نے وہ بات کنز الدقائق کے شارح سے نقل کی ہے۔ دیکھئے، ان کی عبارت :

ذکر الشارح أن المرأۃ تخالف الرجل فی عشر خصال ترفع یدیھا إلی منکبھا وتضع یمینھا علی شمالھا تحت ثدیھا۔ (البحر الرائق: جلد۱: صفحہ ۳۳۹)

اس کے برخلاف امام ابن نجیم مصریؒ (م ۹۷۰؁ھ) اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ

”فقلنا بہ فی ھذہ الحالۃ فی حق الرجل بخلاف المرأۃ فإنھا تضع علی صدرھا, لأنہ أستر لھا فیکون فی حقھا أولیٰ“

تو اس کے تعلق سے ہم کہیں گے کہ یہ حالت (یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا) مرد کیلئے ہے، برخلاف عورت کے، کہ اسکو اپنا ہاتھ سینہ پر رکھنا ہے، اس لئے کہ سینہ پر ہاتھ رکھنے میں اس کے لئے زیادہ ستر ہو گا، لہذا سینے پر ہاتھ باندھنا عورت کے لئے اَولیٰ ہے۔ **(البحر الرائق: جلد۱: صفحہ ۳۲۰)**

کفایت صاحب کے ذمہ تھا کہ

وہ **البحر الرائق** سے دونوں عبارتیں نقل کرتے، لیکن موصوف نے خیانت کرتے ہوئے اپنے مطلب کی عبارت نقل کی اور مطلقاً یہ بتایا کہ احناف کی کتاب البحر الرائق میں عورت کے ہاتھ باندھنے کے تعلق سے یہی (چھاتی کے نیچے کا) قول ذکر ہے اور انصاف کا خون کیا۔

نیز، صاحب بحر الرائق امام ابن نجیم مصریؒ (م ۹۷۰؁ھ) کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بہتر اور اَولیٰ یہی ہے کہ عورت سینہ پر ہاتھ باندھے نہ کہ چھاتی کے نیچے۔

﴿ الجزء الاول ﴾

من البحر الرائق شرح كنز الدقائق للامام
العلامة والنحرير الفهامة فقيه عصره
ووحيد دهره محرر المذهب النعماني
وأبي حنيفة الثاني الشيخ زين الدين
الشهير بابن نجيم رحمه
الله تعالى
آمين

وبهامشه الحواشي المسماة بمنحة الخالق على البحر الرائق لخاتمة المحققين
ونخبة العلماء العاملين العلامة الفاضل والاستاذ الكامل السيد محمد أمين
الشهير بابن عابدين رحمه الله وقد جعل كتاب البحر مفرغا في سبعة أجزاء والجزء
الثامن تكملة العلامة المحقق محمد الشهير بالطوري ولتمام الانتفاع جعل المتن
مع الحاشية في طرة الكتاب وفصل بينهما بفاصل من جدولي الطبع المستطاب

﴿ تنبيه ﴾

ان كتاب البحر وان عظم موقعه فكمال الانتفاع به موقوف على ما يوضح
مشكلاته ويذلل معضلاته وكان من أحسن ما ألف في هذا الشان ولم يختلف
فيه اثنان حاشية خاتمة المحققين العلامة ابن عابدين وكان يعوق عنها عدم
وجدانها بغير خزانة مؤلفها التي آلت الى ورثته وهم لم يسمحوا بها الغير من
ارتضوه وممن تحركت دواعيه الخيرية لنفع الانام واذاعة النفع العام بطبع هذا
الكتاب بهذه الحاشية السيد عمر هاشم الكتبي وتم اتفاقه مع الورثة حتى
منحوه حقوق الطبع التي لهم محفوظه وعلى اذنهم موقوفه فآلت حقوق
الطبع اليه فلا يسوغ لاحد بغير اذن منه الاقدام عليه وأحضر من ورثته
نسخة البحر التي راعى تصحيحها واتقانها الاستاذ المذكور وكتب على طرتها
الحاشية المذكورة بخطه الشريف لتكون عمدة للتصحيح على مثالها المنيف

بطنه الخ) قال الفاضل البرجندي فلعله أي صاحب الكافي أراد بعدم المجافاة عدم ابداء الضبعين اه قال نوح أفندي أقول هذه الارادة غير ظاهرة فلا تدفع الايراد وقال في النهر ان بينهما تلازما عاديا قال نوح أفندي أقول دعوى الملازمة بينهما ممنوعة كما لا يخفى (قوله لحديث مسلم كان اذا سجد جافى بين يديه) الذي في الهداية وفتح القدير بدون زيادة بين يديه (قول المصنف ووجه أصابع رجليه نحو القبلة) قال الرملي أي في سجوده وهو سنة كما عده في زاد الفقير أيضا ۳۳۹ اه وهو ظاهر ما سيأتي عن التجنيس وفي شرح الشيخ اسمعيل توجيه الاصابع كذلك سنة كما في البرجندي ويوافقه ما في التجنيس من انه ان لم يوجه يكره وعبارة الحاوي في سنن السجود وتوجيه أصابع اليدين وأنامل الرجلين الى القبلة اه وفي القهستاني انحراف أصابعهما عن القبلة مكروه كما في خزانة المفتين فتوجيهها نحوها سنة كما في الجلابي اه أقول وصرح بالسنية في الضياء أيضا وبه علم ان ما مر من الخلاف في ان وضع القدمين أو أحدهما في السجود فرض أو سنة انما هو في أصل الوضع لا في توجيه الاصابع نحو القبلة فانه سنة قولا واحدا عندنا ويؤيده ان المحقق ابن الهمام قال في كتابه زاد الفقير ومنها أي من أركان الصلاة السجود ويكفي فيه وضع جبهته باتفاق وكذا الانف عنده ثم قال في سنن الصلاة ومنها توجيه أصابع رجليه الى القبلة ووضع الركبتين واختلف في القدمين اه فانظر حيث جعل الخلاف في القدمين أي في وضعهما دون توجيه الاصابع فهذا صريح فيما قلنا وكذا اختار المحقق ابن أمير حاج كون وضع القدمين واجبا ثم ذكرهنا من سنن السجود توجيه الاصابع نحو القبلة ثم ساق حديث البخاري المذكور هنا فهذا صريح فيما قلناه أيضا فاغتنم هذه الفائدة الجليلة فاني لم أر من نبه عليها والحمد لله رب العالمين (قوله وتضع يديها على فخذيها الخ) أي قولا واحدا بخلاف الرجل كما سيأتي وحمله في امداد الفتاح على ان الرجل يضع يديه على ركبتيه قال

بطنه عن فخذيه ووجه أصابع رجليه نحو القبلة وسبح فيه ثلاثا والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها ثم رفع رأسه مكبرا وجلس مطمئنا

بطنه عن فخذيه) أي باعده لحديث مسلم كان اذا سجد جافى بين يديه حتى لو أن بهيمة أرادت ان تمر بين يديه مرت ولحديث أبي داود في صفة صلاته عليه الصلاة والسلام واذا سجد فرج بين فخذيه غير حامل بطنه على شيء من فخذيه وبهيمة تصغير بهمة ولد الشاة بعد السخلة فانه أول ما تضعه أمه يكون سخلة ثم يكون بهمة وهي بصيغة المكبر في صحيح مسلم وسنن ابن ماجه وذكر بعض الحفاظ ان الصواب التصغير قالوا والحكمة في الابداء والمجافاة ان يظهر كل عضو بنفسه فلا تعتمد الاعضاء بعضها على بعض وهذا ضد ما ورد في الصفوف من التصاق بعضهم ببعض لان المقصود هناك الاتحاد بين المصلين حتى كانهم جسد واحد ولانه في الصلاة أشبه بالتواضع وأبلغ في تمكين الجبهة والانف من الارض وأبعد من هيآت الكسالى فان المنبسط يشبه الكلب ويشعر بالتهاون بالصلاة وقلة الاعتناء بها (قوله ووجه أصابع رجليه نحو القبلة) لحديث أبي حميد في صحيح البخاري انه عليه الصلاة والسلام كان اذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف أصابع رجليه القبلة ونص صاحب الهداية في التجنيس على انه ان لم يوجه الاصابع نحوها فانه مكروه ثم الظاهر ان المراد بقوله ولا قابضهما انه ناشر أصابعه عن باطن كفيه بدليل ما في صحيح ابن حبان عن وائل بن حجر انه صلى الله عليه وسلم كان اذا سجد ضم أصابعه فنشر أصابعه من الطي ضاما بعضها الى بعض ومن هنا نص مشايخنا على انه يضم أصابعه كل الضم في السجود قيل والحكمة فيه ان الرحمة تنزل عليه في السجود فبالضم ينال أكثر (قوله وسبح فيه ثلاثا) أي في السجود وقد قدمناه في تسبيحات الركوع (قوله والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها) لانه أستر لها فانها عورة مستورة ويدل عليه ما رواه أبو داود في مراسيله انه عليه الصلاة والسلام مر على امرأتين تصليان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الى الارض فان المرأة ليست في ذلك كالرجل وذكر الشارح ان المرأة تخالف الرجل في عشر خصال ترفع يديها الى منكبيها وتضع يمينها على شمالها تحت ثدييها ولا تجافي بطنها عن فخذيها وتضع يديها على فخذيها تبلغ رؤس أصابعها ركبتيها ولا تفتح ابطيها في السجود وتجلس متوركة في التشهد ولا تفرج أصابعها في الركوع ولا تؤم الرجال وتكره جماعتهن وتقوم الامام وسطهن اه ويزاد على العشر انها لا تنصب أصابع القدمين كما ذكره في المجتبى ولا يستحب في حقها الاسفار بالفجر كما قدمناه في محله ولا يستحب في حقها الجهر بالقراءة في الصلاة الجهرية بل قدمنا في شروط الصلاة انه لو قيل بالفساد اذا جهرت لامكن على القول بان صوتها عورة والتتبع يقتضي أكثر من هذا فالاحسن عدم الحصر (قوله ثم رفع رأسه مكبرا وجلس مطمئنا) يعني بين السجدتين وقد تقدم ان هذا الجلوس مسنون

حقا كفر لانه استخفاف (قوله ولا يجوز جره الخ) قال بعضهم يمكن أن يراد بالتكبير ذكر هو تعظيم الله تعالى سواء كان بلفظ التكبير أو لم يكن جمعا بين الروايات اھ أى ليشمل روايتى التسميع والتكبير عند الرفع من الركوع وسيأتى فى الفصل ذكر هذه الرواية عن المحيط وروضة الناطفى ولذا قال بعض الفضلاء واقتصر الكرمانى على اعرابه بالجر ومشى على ان تكبير الرفع من الركوع من السنن لما روى انه عليه السلام كان يكبر عند كل رفع وخفض وقد نقل تواتر العمل به بعده ولكن العمل به ترك فى زماننا اھ وسيأتى تأويل الحديث بان المراد بالتكبير الذكر الذى فيه تعظيم كما مر وعلى هذا فلو فرض ان المصنف لم يقصد ۳۲۰

الرواية الثانية فلكن المراد بالتكبير فى كلامه ماذكر يشمل تكبير الركوع والتسميع فى الرفع منه رعاية للاختصار الذى بنى كتابه

ونشر أصابعه وجهر الامام بالتكبير والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا ووضع يمينه على يساره تحت سرته وتكبير الركوع والرفع منه وتسبيحه ثلاثا وأخذ ركبتيه بيديه وتفريج أصابعه وتكبير السجود

عليه وبالجملة فالانسب الجر لما قلنا ولئلا يلزم التكرار المنافى للاختصار فى قوله والقومة والجلسة ودفعه بما سيأتى ان المراد بالقومة القومة من السجود بعيد ومما يؤيد الجر قوله بعده وتسبيحه ثلاثا اذ لو كان الرفع مرفوعا لكان الاولى تقديم قوله وتسبيحه على قوله والرفع منه كما لا يخفى (قوله لكن استفادة الحكمين الخ) قد يمنع ارادة الشارح قرئ الزيلعى استفادة الحكمين مما ذكر يدل عليه اقتصاره فى التعليل على قوله لان التكبير عند الرفع منه سنة ثم استئنافه ذكر الرفع بقوله وكذا الرفع نفسه اذ المتبادر من مثل هذا التركيب فى كلام العلماء التنبيه على أمر آخر غير ماذكر قبله والا لقال لان الرفع نفسه والتكبير عنده سنتان ولو سلم فلا مانع من ارادة ذلك بناء على صحة قراءته بالوجهين ففى كل وجه يراد معناه فيستفاد الحكمان من هذا اللفظ الواحد فى وقتين وقد وقع نظيره فى القرآن الكريم كما فى قوله تعالى ان الذين تدعون من دون الله عبادا أمثالكم

الذخيرة وقد روى عن أبى حنيفة ما يدل على عدم الاثم فانه قال ان ترك رفع اليدين جاز وان رفع فهو أفضل اھ وبهذا اندفع ما فى فتح القدير كما لا يخفى (قوله ونشر أصابعه) وكيفيته ان لا يضم كل الضم ولا يفرج كل التفريج بل يتركها على حالها منشورة كذا ذكره الشارح والظاهر ان المراد بالنشر عدم الطى بمعنى انه يسن ان يرفعهما منصوبتين لا مضمومتين حتى تكون الاصابع مع الكف مستقبلة للقبلة ومن السنن ان لا يطاطئ رأسه عند التكبير كما فى المبسوط وهو بدعة (قوله وجهر الامام بالتكبير) لحاجته الى الاعلام بالدخول والانتقال قيد بالامام لان المأموم والمنفرد لا يسن لهما الجهر به لان الاصل فى الذكر الاخفاء ولا حاجة لهما الى الجهر (قوله والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا) للنقل المستفيض على ما يأتى بيانه وقوله سرا راجع الى الاربعة (قوله ووضع يمينه على يساره تحت سرته) لما فى صحيح مسلم عن وائل بن حجر انه قال ثم وضع النبى صلى الله عليه وسلم يده اليمنى على اليسرى فانتفى به قول مالك بالارسال وعند الشافعى محله ما فوق السرة تحت الصدر واستدل له النووى بما فى صحيح ابن خزيمة عن وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره ولا يخفى انه لا يطابق المدعى واستدل مشايخنا بما عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ثلاث من سنن المرسلين وذكر من جملتها وضع اليمين على الشمال تحت السرة لكن المخرجين لم يعرفوا فيه مرفوعا وموقوفا تحت السرة ويمكن ان يقال فى توجيه المذهب ان الثابت من السنة وضع اليمين على الشمال ولم يثبت حديث يوجب تعيين المحل الذى يكون فيه الوضع من البدن الا حديث وائل المذكور وهو مع كونه واقعة حال لا عموم لها يحتمل ان يكون لبيان الجواز فيحال فى ذلك كما قاله فى فتح القدير على المعهود من وضعها حال قصد التعظيم فى القيام والمعهود فى الشاهد منه ان يكون ذلك تحت السرة فقلنا به فى هذه الحالة فى حق الرجل بخلاف المرأة فانها تضع على صدرها لانه استر لها فيكون فى حقها أولى

(قوله وتكبير الركوع) لما روى انه عليه الصلاة والسلام كان يكبر عند كل رفع وخفض (قوله والرفع منه) أى من الركوع وهو بالرفع عطفا على التكبير ولا يجوز جره لانه لا يكبر عند الرفع من الركوع وانما يأتى بالتسميع وقد قدمنا أن مقتضى الدليل الوجوب لا السنية وهو رواية عن أبى حنيفة (قوله وتسبيحه ثلاثا) أى تسبيح الركوع (قوله وأخذ ركبتيه بيديه وتفريج أصابعه) لحديث أنس اذا ركعت فضع يديك على ركبتيك وفرج بين أصابعك (قوله وتكبير السجود) لما روينا قال الشارح ولو قال وتكبير السجود والرفع منه كان أولى لان التكبير عند الرفع منه سنة وكذا الرفع نفسه سنة اھ لكن استفادة الحكمين من قوله والرفع منه محل نظر لانه ان

- در مختار کی عبارت بھی کفایت اللہ صاحب نے نقل کی ہے، اس کے حاشیہ میں موجود، اگر امام وفقیہ ابن العابدینؒ کی عبارت ہی دیکھ لیتے، تو ایسی حرکت نہ کرتے، چنانچہ ابن العابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ) کہتے ہیں کہ:

(قوله تحت ثديها) كذا في بعض نسخ المنية، وفي بعضها على ثديها، قال في الحلية: وكان الأولى أن يقول على صدرها كما قاله الجم الغفير لا على ثديها وإن كان الوضع على الصدر قد يستلزم ذلك بأن يقع بعض ساعد كل يد على الثدي، لكن هذا ليس هو المقصود بالافادة۔

صاحب در مختار کا قول عورت نماز میں اپنی چھاتی کے نیچے ہاتھ رکھے گی، اس طرح منیۃ المصلی (جو کہ فقیہ سدید الدین الکاشغریؒ م ۷۰۵ھ کی تصنیف ہے، اس) کے بعض نسخوں میں ہے، اور اسی کے بعض نسخوں میں چھاتی پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔

حلیۃ (المحلّی شرح منیۃ المصلی) میں (امام، قاضی ابن امیر الحاجؒ م ۸۷۹ھ نے) کہا: زیادہ بہتر قول تھا کہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ رکھے جیسا کہ ایک بڑی جماعت کا کہنا ہے، نہ کہ چھاتی پر۔

اور اگرچہ عورت کا اپنے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ دونوں ہاتھ کی کلائی کا کچھ حصہ چھاتی پر واقع ہو۔

لیکن عورت کا سینہ پر ہاتھ ایسا رکھنا کہ اس کی کلائی کا کچھ حصہ چھاتی پر آجائے، یہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ **(حاشیہ ابن عابدین: ج ۱: ص ۴۸۷)**

خلاصہ:

ان تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ:

۱- ائمہ وفقہاء احناف کے نزدیک **تحت الثدي** کا قول مرجوح ہے، بلکہ **علی الثدي** کا قول بھی راجح نہیں ہے۔

۲ - جب **تحت الثدي** کا قول احناف کے نزدیک مرجوح ہے، تو معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک معنوی طور پر تحت الثدي اور علی الصدر دونوں الگ الگ معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔

لہٰذا اس سے کفایت صاحب کی عبارت کہ '**احناف یہی کہیں گے کہ ان دونوں الفاظ میں معنوی طور پر ایک ہی بات ہے، یعنی دونوں کا مطلب یہی ہے کہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے**' کی حقیقت خوب واضح ہوتی ہے۔

۳ – ائمہ احناف کے نزدیک راجح اور اَولیٰ قول یہی ہے کہ عورت سینہ پر ہاتھ باندھے گی، بلکہ امام ابن عابدینؒ نے قاضی ابن امیر الحاجؒ کے حوالہ سے یہ بھی واضح کر دیا کہ عورت کا اس طرح سینہ پر ہاتھ باندھنا بھی مقصود نہیں ہے، کہ اس کی کلائی کا کچھ حصہ پستان پر ہو۔

اندازہ کیجئے کہ اس طرح ہاتھ باندھنا بھی احناف کے نزدیک مقصود نہیں ہے، تو معنوی طور پر **تحت الثدي** اور **علی صدرها** احناف کے یہاں کیسے ایک ہو سکتے ہیں؟ گزارش ہے کفایت صاحب اور دیگر غیر مقلدین سے، کہ کم سے کم غلط بیانی سے کام نہ لیں۔ **(رد المحتار کا اسکین)**

رد المحتار

على

الدر المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحققين

محمد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

قدم له وقرظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل

كلية الدراسات ـ جامعة الأزهر

الجزء الثاني

المحتوى

كتاب الصلاة

دار عالم الكتب

للطباعة والنشر والتوزيع

الرياض

الكف على الكف تحت ثديها (كما فرغ من التكبير) بلا إرسال في الأصح (وهو سنة قيام) ظاهره أن القاعد لا يضع ولم أره. ثم رأيت في مجمع الأنهر: المراد من القيام ما هو الأعم، لأن القاعد يفعل كذلك **(له قرار**

المجتبى وغيره. قال سيدي عبد الغني في شرح هدية ابن العماد: وفي هذا نظر، لأن القائل بالوضع يريد وضع الجميع، والقائل بالأخذ يريد أخذ الجميع، فأخذ البعض ووضع البعض ليس أخذاً ولا وضعاً، بل المختار عندي واحد منهما موافقة للسنة اهـ. قلت: وهذا البحث منقول، ففي المعارج بعد نقله ما مر عن المجتبى والمبسوط والظهيرية: وقيل هذا خارج عن المذاهب والأحاديث فلا يكون العمل به احتياطاً اهـ. ثم رأيت الشرنبلالي ذكر في الإمداد هذا الاعتراض، ثم قال: قلت: فعلى هذا ينبغي أن يفعل بصفة أحد الحديثين في وقت وبصفة الآخر في غيره، ليكون جامعاً بين المرويين حقيقة اهـ.

أقول: يرد عليه أنه في كل وقت عمل بأحدهما يكون تاركاً فيه العمل بالآخر، والوارد في الأحاديث ذكر في بعضها الوضع وفي بعضها الأخذ بلا بيان الكيفية. والذي استحسنه المشايخ فيه: العمل بهما جميعاً، إذ لا شك أن في الأخذ وضعاً وزيادة. والقاعدة الأصولية أنه متى أمكن الجمع بين المتعارضين ظاهراً لا يعدل عن أحدهما، فتأمل. قوله: **(الكف على الكف)** عزاه في هامش الخزائن إلى الغزنوية. قوله: **(تحت ثديها)** كذا في بعض نسخ المنية، وفي بعضها: على ثديها. قال في الحلية: وكان الأولى أن يقول: على صدرها، كما قاله الجم الغفير، لا على ثديها، وإن كان الوضع على الصدر قد يستلزم ذلك بأن يقع بعض ساعد كل يد على الثدي، لكن هذا ليس هو المقصود بالإفادة. قوله: **(كما فرغ)** هذه كاف المبادرة تتصل بما نحو: سلم كما تدخل نقلها في مغني اللبيب. قوله: **(بلا إرسال)** هو ظاهر الرواية، وروي عن محمد في النوادر أنه يرسلهما حالة الثناء، فإذا فرغ منه يضع بناء على أن الوضع سنة القيام الذي له قرار في ظاهر المذهب وسنة القراءة عند محمد. حلية. قوله: **(في مجمع الأنهر)** ومثله في شرح النقاية لمنلا علي القاري، كما نقله في حاشية المدني في باب الوتر والنوافل. قوله: **(ما هو الأعم)** أي من القيام الحقيقي والحكمي، فإن القعود في النافلة وفي الفريضة وما ألحق بها لعذر كالقيام ط. والظاهر أن الاضطجاع كذلك لأنه خلف عن القيام. رحمتي. قوله: **(قرار إلخ)** اعلم أنه جعل في البدائع الأصل على قولهما إنه سنة قيام فيه ذكر مسنون، وإليه ذهب الحلواني والسرخسي وغيرهما. وفي الهداية أنه الصحيح، ومشى عليه في المجمع وغيره، وقد جمع في البحر بين الأصلين فجعلهما أصلاً واحداً، وتبعه تلميذه المصنف مع أن صاحب الحلية نقل عن شيخ الإسلام أنه ذكر في موضع أنه على قولهما يرسل في قومة الركوع وفي موضع آخر أنه يضع، ثم وفق بأن منشأ ذلك اختلاف الأصلين، لأن في هذه القومة ذكراً مسنوناً وهو التسميع ليس لما قال

الغرض اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک **تحت الثدي**، **علی الثدي** اور **علی الصدر** تینوں الگ الگ مقامات ہیں ، اور کفایت صاحب کا تحت الثندوۃ کی تاویل کرنا بالکل باطل ہے۔

آخری بات:

اس پورے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ کفایت صاحب کے تمام اعتراضات باطل و مردود ہیں اور سنن اثرم بروایۃ التمہید میں تحت السرۃ ہی موجود ہے، جیسا کہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے۔

سلسلہ توثیقات امام اعظم باسناد صحیح ۶

امام اعظم ابو حنیفہ ؒ (م ۱۵۰؁ھ) ابو یحییٰ الحمانی ؒ (م ۲۰۲؁ھ) کی نظر میں

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابو نعیم ؒ (م ۴۳۰؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا علي بن أحمد بن أبي غسان الدقيقي البصري، ثنا جعفر بن محمد بن موسى النيسابوري الحافظ، قال: سمعت علي بن مسلم العامري يقول: سمعت أبا يحيى الحماني يقول: ما رأيت رجلا قط خيرا من أبي حنيفة۔

ابو یحییٰ الحمانی ؒ (م ۲۰۲؁ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ ؒ سے بہتر آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ **(مسند ابو حنیفہ بروایۃ ابو نعیم: صفحہ ۲۱)**

اس روایت کے رواۃ کی تحقیق درجِ ذیل ہے:

۱- **امام ابو نعیم ؒ (م ۴۳۰؁ھ)** مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۱: صفحہ ۳۶۵)**

۲ – علی بن احمد بن ابی غسان الدقیقی ؒ بھی ثقہ ہیں۔

امام ابو نعیم ؒ نے ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ **(المسند المستخرج لابی نعیم: جلد ۲: صفحہ ۳۹۱)** اور کسی حدیث کی تصحیح و تحسین اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی، لہذا یہ راوی ابو نعیم ؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۳ – جعفر بن محمد بن موسیٰ النیسابوری (م ۳۰۷؁ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: صفحہ ۲۴۳)**

۴ – علی بن مسلم الطوسی ؒ (م ۲۵۳؁ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۷۹۹)**

۵ –ابو یحییٰ عبد الحمید الحمانی ؒ (م ۲۰۲؁ھ) صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راوی اور صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التھذیب: ۲/ ۳۰۰)**

وضاحت:

ابو یحیٰ الحمانیؒ (**م ۲۰۲ھ**) نے سفیان ثوریؒ (**م ۱۶۱ھ**) عبد اللہ بن المبارکؒ (**م ۱۸۱ھ**) اور سفیان بن عیینہؒ (**م ۱۹۸ھ**) جیسے ثقہ مضبوط حفاظِ حدیث سے ملاقات کی ہے، لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) جیسی شخصیت کبھی نہیں دیکھی، اور ان کے الفاظ ' لا أعرف له نذير ' کے ہم معنیٰ ہونے کی وجہ سے، اعلیٰ درجہ کی توثیق ہے۔ (**الاجماع شمارہ نمبر ۴: صفحہ ۶۵**)

AL IJMA FOUNDATION YOUTUBE CHANNEL :
https://www.youtube.com/alijmaorg
YouTube SUBSCRIBE :
https://www.youtube.com/c/alijmaorg?sub_confirmation=1Alijma
WEBSITE : www.alijma.com
AL IJMA TWITTER : @alijmaofficial
FACEBOOK : https://m.facebook.com/alijmaOfficial/
AL IJMA EMAIL : Info@alijma.com
WHATSAPP : +91 8097867973
AL IJMA CONTACT : +91 9987925955
FOR MORE YouTube VIDEOS VISIT:
https://www.youtube.com/alijmaorg
-: FOR DONATIONS :-
DEVELOPMENT CREDIT BANK LIMITED (DCB BANK)
NAME : AL IJMA FOUNDATION
KURLA (011)BRANCH : MUMBAI - 400070.
CURRENT A/C NO. 01122478630103
RTGS/NEFT/IFSC : DCBL0000011
Paytm No.: +91 9987925955
ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن
ALIJMA FOUNDATION